دعا مؤمن کا عظیم ہتھیار

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت
Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore
K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149
H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001
Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

دعاء مؤمن کا عظیم ہتھیار

مقدمہ 2

مناجات بدرگاہِ رب کائنات 4

تمہید 6

دعاء کی حقیقت 6

ایک حدیث کی شرح 7

امر اور دعاء کا فرق 8

ہماری کوتاہی 9

ایک ناشکرے کی حکایت 9

دعاء افضل ہے یا ترکِ دعاء 10

دعاء کی فضیلت 11

دعاء کی تاکید 13

دعاء کے ثمرات وبرکات 14

دعاء پر قبولیت کا وعدہ 14

قبولیت دعاء کی مختلف صورتیں 15

ایک حدیث سے وضاحت 17

ایک مثال سے وضاحت 18

دعاء مصائب سے حفاظت کا ذریعہ 18

دعاء سے تقدیر بدل جاتی ہے 19

دعاء کے روحانی ثمرات 20

تمام حاجات اللہ ہی سے مانگو 21

حضرت موسیٰؑ کی دو دعائیں 22

حضرت موسیٰ کا ایک واقعہ 23

حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ 24

اللہ ہی حاجت روا ومشکل کشا 25

ہمارا ہاتھ سرکاری پیالہ ہے 28

اللہ سے دین ودنیا دونوں مانگو 28

ایک عمدہ مثال 29

حضرت مسیح الامتؒ کا ارشاد گرامی 30
اپنے دعاؤں کو مقبول بنائیے 31
حرام سے پرہیز۔ شرطِ اعظم 32
گناہ کی دعاء نہ کرے 33
امر بالمعروف ونہی عن المنکر 34
دعاء میں پہلے حمد وصلوٰۃ ہو 34
دعاء سے پہلے توبہ واستغفار 35
اللہ سے لگ لپٹ کر مانگو 37
دعاء، غفلت کے ساتھ نہ ہو 38
دعاء میں رونا بھی چاہیے 39
ایک بزرگ کی حکایت 40
زر، زور اور زاری 41
دعاء قبولیت کے یقین سے کی جائے 42
جلدی مچانا بُرا ہے 43
بددعاء نہ کرو 43
امام حرم قاری سدیس کی والدہ کا قصہ 45
دعاء میں وسیلہ کا حکم 45
آمین پر دعاء کا اختتام ہو 47
ماُثور دعاؤں کا اہتمام کریں 47
دوسروں کے لیے دعاء کا حصہ 49
اختتام دعاء 49
منتخب نبوی دعائیں 51

دعاء مومن کا عظیم ہتھیار

مقدمه

ألحمد للّٰه علی ما انعم علینا من نعمه الظاهرة و الباطنة، و علیٰ اٰلائه العظیمة و الجسیمة و الصلوٰة و السلام علیٰ من بُعِث بالهُدٰی الحسن و بالهدایة الصالحة و علیٰ من تبعه الی یوم القیامة .

امابعد: یہ رسالہ ایک اہم مسئلہ کی طرف عام لوگوں کی توجہات مبذول کرانے کے لیے تحریر کیا گیا ہے، جس سے آج بہت زیادہ صرفِ نظر کیا جا رہا ہے، اور وہ ہے ''دعاء کا مسئلہ'' اس میں آجکل جس انداز سے غفلت و تکاسل اور بے تکی باتیں ہو رہی ہیں اس سے دعاء جیسی اہم عبادت ضائع ہو رہی ہے، بلکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے یہاں دعاء کا کوئی خاص اہتمام ہی نہیں ہے اور اس کو ایک فضول چیز خیال کر رکھا ہے، اسی طرح بعض کے یہاں دعاء میں خرافات اور بدعات کو شامل کر لیا گیا ہے جس سے دعاء بے اثر ہو کر رہ گئی ہے اور بعض جاہلوں نے دعاء کے آداب کو ضائع کر رکھا ہے اور دعاء کے قبول نہ ہونے سے اللہ کا شکوہ وشکایت کرتے پھرتے ہیں اس طرح متعدد بیماریاں اور خرابیاں اس سلسلہ میں پھیلی ہوئی ہیں زیرِ نظر رسالہ اسی کے پیش نظر لکھا گیا ہے، جس میں دعاء کی اہمیت وضرورت، اس کے ثمرات و برکات، اس کے آداب وطریقے بیان کئے گئے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں رائج اغلاط وغیر شرعی رسومات کو بھی بیان کیا گیا ہے تا کہ لوگ ان سے بچیں اور اللہ کے دربارِ عالی میں ہماری دعائیں درجۂ قبولیت کو پہنچ جائیں اور رسالہ کے شروع میں احقر کی نظم کی ہوئی ایک مناجات بھی درج رسالہ کر دی گئی ہے، تا کہ کوئی صاحبِ ذوق پڑھنا چاہے تو پڑھ لے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہمیں اپنے ان بندوں میں شامل فرمالے، جن کو اس کی بارگاہِ عالی وقار میں بندگی اور غلامی کا شرف حاصل ہے اور جو حقیقی معنی میں اس کے بندے اور اس کے غلام ہیں، اور یہ بھی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور لوگوں کے لیے اس کو نافع ومفید بنائے۔

فقط:

۱۲؍جمادی الاولیٰ؍۱۴۲۴ھجری محمد شعیب اللہ خان
۱۳؍جولائی؍ ۲۰۰۳ عیسوی (مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

* * * * *

مناجات بدر گاہِ رب کائنات

از : محمد شعیب اللہ خان ظرفیؔ

حمد کثیر تیری ، شکر ِتمام تیرا
اے مالک ِدوعالم، رحمان نام تیرا
تعریف کا ہے تو ہی، حقدار دو جہاں میں
ادراک سے ہمارے بالا مقام تیرا
فاراں کی چوٹیوں سے ماہِ عرب جو نکلا
اس پر صلوٰۃ تیری ، اس پر سلام تیرا
رحم وکرم کے والی، نظرِ کرم تو کر دے
غفّار ذات تیری، بخشش ہے کام تیرا
عجز و نیاز لیکر، ہوش و حواس کھوکر
حاضر ہوا ہے در پر ادنی غلام تیرا
جاؤں کدھر الٰہی، گر چھوڑ دوں میں تجھ کو
در ایک ہی ہے جھکنے ذی احترام تیرا
ابتک بھٹک رہا ہوں، شیطاں کی وادیوں میں
اے ساقیٔ ھدایت ،کر مستِ جام تیرا
سجدے میں تیرے آگے، میں پڑ گیا ہوں آقا
منظور کرلے گرچہ ،بندہ ہوں خام تیرا

ہوجائے جو عنایت ، مجھ پر تری خدایا
پڑ جائے راہِ حق پر، یہ سست گام تیرا
نظرِ کرم جو مجھ پر ہو جائے گر ذرا بھی
نفس شریر و سرکش ہوجائے رام تیرا
عزت کی زندگی دے دنیا و آخرت میں
ہم مانگتے ہیں تجھ سے انعامِ تام تیرا
میں چاہتا نہیں ہوں نام و نمود مولا
بندہ بنا رہوں بس دل سے مدام تیرا
خلقت کے روبرو ہم رسوا نہ ہوں الٰہی
قائم ہو جب معظم دربارِ عام تیرا
مشغول کرلے شاہا، اپنے میں مجھکو اتنا
بنجائے میرا دل بھی بیت الحرام تیرا
گر پوچھ لے یہ مولا، کیا چاہتے ہو کہہ دو
کہدوں گا بس عطا ہو عشقِ دوام تیرا
فتنوں کی اس زمیں پر فتنوں کے اس زماں میں
مل جائے ہم سبھی کو فضلِ تمام تیرا
کرلے قبول عرضی ظرؔفی کی ان کے صدقے
جن پر ہوا ہے نازل خیر الکلام تیرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعاء

مؤمن کا عظیم ہتھیار

تمہید:

دعاء ایک اہم ترین عبادت بلکہ عبادت کا مغز وخلاصہ ہے، اس کی طرف توجہ دینا اور اس کا اہتمام کرنا، بندۂ مؤمن کے لیے ضروری ہے مگر جیسا کہ ظاہر ہے جب تک اس کی حقیقت واہمیت کا علم نہ ہوگا، اس کی طرف کما حقہ توجہ نہ ہوگی، یہی وجہ ہے کہ آج بہت سے بلکہ اکثر مسلمان اس اہم عبادت سے غافل ہیں، اور طرح طرح کی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں میں مبتلا ہوگئے ہیں، بعض لوگ دعاء کی حقیقت واہمیت اور اس کے ثمرات وبرکات سے ناواقف ہونے کے سبب دعا ہی کا اہتمام نہیں کرتے، بعض لوگ دعا کو چھوڑ کر جھوٹے سچے عاملوں اور دھوکہ باز پیروں کے چکر میں پڑ جاتے ہیں، اور بعض خدا کو چھوڑ کر مخلوقِ خدا میں سے اولیاء ومشائخ اور ان کی قبروں سے استمداد واستعانت کرتے ہیں، یہ ساری بداعتقادی اور بدعملی اس لیے ہے کہ یا تو دعاء کی حقیقت واہمیت سے واقفیت نہیں ہے، یا اس کے ثمرات وبرکات سے لاعلمی وجہالت ہے، اس لیے ضروری معلوم ہوا کہ اس عنوان پر کچھ عرض کیا جائے۔

دعاء کی حقیقت:

دعاء کے اصل معنی طلب کرنے اور مانگنے کے ہیں، مگر اس کے ساتھ عاجزی اور انکساری، تواضع وتذلل بھی شامل ہونا چاہئے۔

ملا علی قاریؒ دعوت و دعا کے معنے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وھو طلب الأدنی بالقول من الأعلی شیئًا علی جھة الاستعا نة "

(یعنی دعا یہ ہے کہ حقیر و ادنی آدمی اپنے سے اعلی و بلند ہستی سے کوئی چیز انکساری و عاجزی کے طریقہ پر مانگے۔ (۱)

اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ دعاء اپنے سے اعلیٰ و ارفع ہستی سے کی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اعلیٰ و ارفع ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دعاء میں عاجزی و تذلل کا مفہوم بھی شامل ہے، اس لیے دعاء وہی ہے جو عاجزی و خاکساری اور تذلل و انکساری کے بھرپور جذبات سے کی جائے۔

◆ ایک حدیث کی شرح:

اس کی جانب ایک حدیث میں اشارہ فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ " (ترجمہ: دعا تو عبادت ہی ہے) (۲)

اور ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ" (یعنی دعاء عبادت کا مغز ہے) (۳)

ان احادیث کی شرح میں علامہ عبدالرؤف مناویؒ فرماتے ہیں کہ:

" عبادت سوائے دعاء کے کچھ اور نہیں ہے، بعض علماء نے فرمایا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ دعاء اعظم عبادات میں سے ہے اور یہ اس لیے کہ دعاء کرنے والا اپنی ذات کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تمام ماسوٰی اللہ سے منہ موڑ لیتا

---

(۱) المرقات: ۳۳/۳ (۲) ترمذی: ۳۲۹۳، ابن ماجہ: ۳۸۱۸، الادب المفرد: ۳۷۶/۱

(۳) ترمذی: ۳۲۹۳، مشکوۃ: ۱۹۴

ہے اور اس (دعاء) کو عبادت اس لیے فرمایا گیا کہ دعاء کرنے والا تواضع کرے اور اپنی ذلت و عاجزی اور محتاجی کا اظہار کرے کیونکہ عبادت ذلت اور عاجزی کا نام ہے۔ (۱)

غرض یہ کہ حدیث پاک میں دعاء کو عبادت بلکہ عبادت کا مغز فرمایا گیا، اس کی وجہ یہی ہے کہ دعاء میں عاجزی و عبودیت کا مفہوم شامل ہے، بلکہ دعاء میں یہی اصل ہے۔

❁ امر اور دعاء میں فرق:

اس سے امر اور دعاء میں بھی فرق کیا گیا ہے کہ امر میں بھی ایک چیز کی طلب ہوتی ہے اور دعاء میں بھی ایک چیز کی طلب ہوتی ہے اور صیغہ اور لفظ بھی دونوں کیلئے ایک ہی استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً اللہ نے ہم کو حکم دیا اور امر فرمایا کہ میری اور میرے رسول کی اطاعت کرو، اس کے لیے بھی ” أطیعوا “ امر کا لفظ استعمال فرمایا اور ہمیں جو دعائیں سکھائی گئی ہیں ان میں بھی امر کا لفظ ہی استعمال فرمایا، جیسے ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ﴾ اور ﴿اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا﴾ وغیرہ، پھر دونوں میں فرق کیا ہوا؟ علماء نے فرق یہی بتایا ہے کہ امر و حکم میں شانِ ترفع ہوتی ہے اور دعاء میں شانِ تواضع ہوتی ہے، گویا ایک ہی لفظ بڑائی سے ادا کیا جائے تو وہ امر و حکم ہے اور وہی لفظ انکساری سے ادا کیا جائے، تو وہ دعاء ہے۔ (۲)

اس کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ ایک استاذ اپنے شاگرد سے کہتا ہے ”کتاب دو“ تو چونکہ استاذ شاگرد سے اعلیٰ واشرف ہے اور شانِ ترفع سے یہ جملہ ادا کر رہا ہے، لہٰذا یہ حکم و امر ہے اور یہی جملہ اگر شاگرد استاذ سے کہتا ہے تو یہ عاجزانہ و متواضعانہ طریق سے ہوتا ہے، لہذا اس کو دعاء کہا جاتا ہے۔

---

(۱) فیض القدیر شرح جامع الصغیر: ۵۴۰/۳ (۲) البلاغۃ الواضحۃ: ۱۷۴

❁ ہماری کوتاہی:

جب یہ واضح ہوگیا کہ دعاء میں عاجزی وانکساری کا شامل ہونا ضروری ہے اور اصلی دعاء وہی ہے، تو اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس کے بغیر دعا تو دعاء ہی نہیں، جیسا کہ آج اکثر وبیشتر لوگوں کی حالت ہے کہ دعاء کے وقت اپنی عاجزی ودرماندگی، بے کسی و بے بسی، اپنی محتاجی وفقیری کا احساس واستحضار نہیں ہوتا بلکہ بعض کے انداز وطریقے سے ایسا لگتا ہے کہ وہ اللہ سے مانگتے نہیں ہیں بلکہ اللہ کو حکم وآرڈر دے رہے ہیں اور پوری شانِ استغناء وبے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ دعاء ہی کہاں ہوئی؟ یہ تو آرڈر اور حکم ہوا، پھر دعاء قبول نہ ہو تو خدا پر کیا اعتراض؟ کیا خدا تعالیٰ ہمارا محکوم ومامور ہے کہ ہم آرڈر دیں اور وہ اس کی تعمیل کرے؟ ارے، وہ تو غنی مطلق ہے، بے نیاز ہے، حاکم علی الاطلاق ہے، بڑے چھوٹے سب اس کے محکوم ہیں، وہ کسی کا محکوم نہیں، ہاں اس سے پوری عاجزی سے درخواست کی جاسکتی ہے، دعا کی جاسکتی ہے، پھر وہ اپنی مرضی کا مالک ہے، یہ نہیں کہ ہم اس کو آرڈر دیں، یہ متکبرانہ طریق ہے نہ کہ عاجزانہ جس سے دعاء کی حقیقت ہی باطل ہوجاتی ہے۔

❁ ایک ناشکرے کی حکایت:

اس پر ایک حکایت یاد آگئی، کہ ایک شخص ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا، اس کے کھانے میں سوکھی روٹی اور دال تھی، کھانے کے بعد اس نے حسبِ معمول دعاء پڑھی کہ اللہ کے لیے تعریف ہے جس نے مجھے کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا، اس کے قریب ایک شخص بیٹھا تھا، اس نے کہا کہ دال روٹی کھا کر تم اللہ کا شکر ادا کرتے ہو، اسی وجہ سے اللہ میاں کی عادت بگڑ گئی (نعوذ باللہ) اور وہ تم کو بس دال روٹی ہی دیتا ہے، پھر کہنے لگا کہ میں تو اس وقت تک اس کا شکر ادا ہی نہیں کرتا جب تک کہ مرغ پلاؤ نہ کھلائے۔

استغفر اللّٰہ: گویا اس نے خدا کو اپنا محکوم و مامور سمجھ لیا ہے، یہ سب دراصل خدا تعالیٰ کی صحیح معرفت نہ ہونے اور عظمت وجلالِ خداوندی سے واقفیت نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

غرض یہ کہ دعاء میں پوری عاجزی اور تواضع اور ذلّت ومسکنت کا پورا پورا مظاہرہ ہونا چاہئے۔

◆ دعاء افضل ہے یا ترکِ عاء؟

یہیں سے حضراتِ صوفیاء کرام کے مابین ایک اختلافی مسئلہ کا بھی تصفیہ ہو جاتا ہے، وہ یہ کہ بعض حضراتِ صوفیاء اور علماء نے فرمایا کہ دعاء نہ کرنا افضل ہے، کیونکہ اللہ کو ہماری تمام حاجات وضروریات کا علم ہے اور وہ حکیم بھی ہے اور قدیر بھی ہے، لہٰذا جب ہماری ضرورت وحاجت کا پورا کرنا، حکمت ومصلحت کا تقاضا ہوگا، وہ اپنی قدرت سے اس کو پوری کردے گا، اس لیے دعاء نہ کرنا چاہئے، مگر جمہور صوفیاء وعلماء نے فرمایا کہ دعاء کی اصل وحقیقت اللہ کے سامنے اپنی عاجزی ومحتاجی اور ذلت ومسکنت کا اظہار ہے نہ کہ اپنی ضرورت وحاجت کا بتانا، علامہ قشیریؒ نے جمہور کی دلیل میں اس کا ذکر کیا ہے اور نقل کیا ہے کہ کثرتِ دلائل سے اسی کو ترجیح ہونا چاہئے، کیونکہ دعاء میں عاجزی ومحتاجی کا اظہار ہے۔ (۱)

غرض یہ کہ دعاء میں چونکہ اپنی عاجزی وبےبسی کا اظہار ہوتا ہے، اس لیے جمہور نے ترکِ دعا کے بجائے دعاء کو ترجیح دی ہے اور افضل قرار دیا ہے، منجملہ ان دلائل کے جن کو جمہور نے پیش کیا ہے، ایک حدیث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ"

---

(۱) بحوالہ فتح الباری: ۱۱/۹۵

(یعنی اللہ کے نزدیک دعاء سے افضل کوئی شئی نہیں)(۱)

اس حدیث میں دعاء کو تمام عبادات واذکار میں افضل قرار دیا گیا ہے، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اپنے عجز وافتقار کا، اپنی ذلت وانکساری کا اظہار ہے اور اللہ کی قوت وقدرت کا اور اس کے غنی و مستغنی ہونے اور اس کی کبریائی کا اعتراف ہے۔(۲)

◈ دعاء کی فضیلت:

جب دعاء کی حقیقت معلوم ہوگئی تو اب دعاء کی فضیلت بھی ملاحظہ فرمایئے،

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنَ الدُّعَاءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْاِجَابَةِ“(۳)

(یعنی جس کے لیے تم میں سے دعاء کا دروازہ کھولدیا گیا، اسکے لیے قبولیت کے دروازے کھول دئے گئے)

مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کو دعاء کی توفیق مل گئی، اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھولدیئے گئے، اور ظاہر ہے کہ جس کے لیے قبولیت کے دروازے کھولدیئے گئے، اس کی عبادات بھی اور دعائیں بھی قبول کی جائیں گی، ورنہ قبولیت کے دروازے کیوں کھولے جاتے؟ دعا کی اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت چاہئے۔

(۲) حضرت ابن عمرؓ ہی سے ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَاللّٰهِ بِالدُّعَاءِ“

---

(۱) ترمذی:۳۲۹۲، ابن ماجہ:۳۸۱۹، الادب المفرد:۳۷۶/۱ (۲) مرقات:۳۸/۳

(۳) ابن ابی شیبہ:۲۳/۷

(یعنی: دعاءان مصائب وپریشانیوں کے لیے بھی نفع دیتی ہے جونازل ہوچکی ہیں اوران مصائب کے لیے بھی جونازل نہیں ہوئیں، لہٰذا اے اللہ کے بندو! تم پر دعا لازم ہے)(۱)

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جو بلاء نازل ہوگئی دعا کرنے سے وہ یا تو اٹھالی جاتی ہیں یا صبر کی توفیق دیدی جاتی ہے، جس سے اسکوسہنا آسان ہوجاتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا یا اس سے راضی ہوجاتا ہے، حتیٰ کہ کبھی اس بلاء سے اس کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ (۲)

(۳) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلُّدعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُالدِّیْنِ وَنُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (۳)

(یعنی دعاءمومن کا ہتھیار اور دین کا ستون اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے)

اس حدیث میں دعاء کو مومن کا ہتھیار فرمایا، کیونکہ جس ہتھیار سے انسان اپنے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے، اسی طرح مومن دعا کے ذریعہ بلاؤں اور مصیبتوں نیز وسوسوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ دعاء بلا کو رد کردیتی ہے، وسوسوں کو ختم کردیتی ہے، شیطان کو بھگادیتی ہے۔ اسی طرح اس کو دین کا ستون کہا گیا ہے، کیونکہ دعاء کے ذریعہ آدمی اپنے دین کو مضبوط کرتا ہے، پھر اس سے یعنی دین سے زمین وآسمان میں نور پھیلتا ہے، لہٰذا آخری جملہ میں اس کو نور السمٰوٰت والارض فرمایا۔

(۴) طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح یعنی اصرار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (۴)

---

(۱) ترمذی: ۳۴۷۱ (۲) مختصر اُمرقات: ۳۹/۳ (۳) الحاکم: ۶۶۹/۱، مسند الفردوس: ۲۲۳/۲
(۴) فتح الباری: ۹۵/۱۱

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو دعاء پسند ہے، پھر دعاء میں اصرار و تکرار بھی پسند ہے کہ مسلسل اور لگاتار کرتا رہے۔

◆ دعاء کی تاکید:

پھر نبی کریم ﷺ اور خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعاء کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا گیا:

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (سورۂ مؤمن : آیت : ۶۰)

(ترجمہ: تم مجھ سے سوال کرو میں تمہاری دعاء کو قبول کروں گا)

اس آیت میں دعاء کا حکم اور اس کی تاکید بھی ہے اور دعاء کے قبول کرنے کا وعدہ بھی کہ تم مجھ سے مانگو، پوچھو، سوال کرو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ مگر آج ہم اس عبادت سے اور اللہ کے وعدہ سے غافل ہوکر، دنیا بھر میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اپنی حاجت وضرورت مخلوق کے سامنے رکھکر، اس کے پورا ہونے کی تمنا کررہے ہیں۔ مخلوق کے سامنے ہاتھ جوڑ رہے ہیں، کوئی دھتکار بھی دے تو اس کے سامنے عاجز ہو رہے ہیں، مگر ان کو خبر نہیں کہ ان سب کا خالق دعا کرنے پر خوش ہوتا اور دعاء قبول کرکے نوازتا ہے، اے کاش! یہ در بدر بھٹکنے والے، اس کو جانتے تو یہ مصیبت ان پر نہ آتی۔ حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَّمْ یَسْاَلِ اللّٰہَ یَغْضَبُ عَلَیْہِ"

(کہ جو اللہ سے سوال نہیں کرتا، اللہ اس پر غصہ ہوتے ہیں)(۱)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ نا مانگنے پر خدا کا غصہ اس لیے ہوتا ہے کہ ترکِ دعاء میں تکبر اور استغناء ہے اور یہ بات بندے کے لیے جائز نہیں۔ (۲)

---

(۱) ابن ابی شیبہ: ۱۷۵/۴، الادب المفرد: ۳۴۵/۱، ترمذی: ۳۲۹۵، ابن ماجہ: ۳۸۱۷

(۲) مرقات: ۴۰/۳

غور فرمائیے کہ اس حدیث میں دعاء کی کس قدر تاکید آئی ہے اور دعا نہ کرنے پر کتنی سخت وعید ہے۔ معلوم ہوا کہ دعا بڑی اہم چیز ہے، آج لوگ ایسے مہربان ورحمان کا در چھوڑ کر ان لوگوں سے امید وابستہ کئے ہوئے ہیں جو مانگنے سے ناراض ہوتے ، کبھی دھتکار بھی دیتے ہیں، اور اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ مانگنے سے خوش اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں، کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے:

اَللّٰهُ يَغْضَبُ اِنْ تَرَكْتَ سُوَاله ۞ وَبَنِیْ آدَمَ حِيْنَ يُسْئَلُ يَغْضَبُ

(ترجمہ: اللہ غصہ ہوتا ہے اگر تو اس سے سوال نہ کرے اور بنی آدم اس وقت غصہ ہوتے ہیں جب ان سے سوال کیا جاتا ہے)

۞ دعاء کے ثمرات وبرکات:

دعاء جس کی فضیلت وضرورت واہمیت اور اس کی ترغیب وتاکید ثابت ومعلوم ہے، ظاہری وباطنی دونوں قسم کے ثمرات وبرکات کا سبب وذریعہ ہے۔ ایک تو وہ خود عبادت ہے، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، بلکہ ایک حدیث میں دعاء کو اشرف العبادۃ فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک نقل فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اَشْرَفُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ‘‘ (کہ اشرف العبادۃ دعاء ہے)(۱)

دوسرے اس کی تاکید وترغیب بھی وارد ہوئی ہے، جیسا کہ گذرا، لہٰذا اس عظیم عبادت پر ظاہری وباطنی ثمرات کا مرتب ہونا طبعی سی بات ہے، میں یہاں اس کے چند ثمرات اور برکات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

۞ دعاء پر قبولیت کا وعدہ:

دعاء کے ظاہری ثمرات وبرکات میں سے سب سے اہم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

---

(۱) الادب المفرد للبخاری: ۳۷۶/۱

نے قرآن میں اور نبی کریم ﷺ نے حدیث پاک میں دعاء کی قبولیت کا وعدہ اور بشارت سنائی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

﴿ اُجِیْبُ دَعْوَةَالدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ [سورۂ بقرہ: ۱۸۶]

(ترجمہ: میں دعاء کرنے والے کی دعاء قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھے پکارتا ہے)

اس آیت میں دعاء کی قبولیت کا وعدہ فرمایا گیا ہے، جو کہ دعاء کرنے والے کے لیے ایک عظیم بشارت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَیْهِ یَدَیْهِ اَنْ یَّرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَیْنِ “

(تمہارا رب باحیا اور کریم ہے، جب بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتا ہے تو اس کو خالی ہاتھ واپس کرنے سے حیا کرتا ہے)(۱)

◆ قبولیتِ دعاء کی مختلف صورتیں:

مگر اس پر بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ ہم لوگ بہت سی دعائیں کرتے ہیں اور سب قبول نہیں ہوتیں، بلکہ بعض دعائیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر بھر قبول نہیں ہوتیں، پھر اس وعدہ اور بشارت کا کیا مطلب کہ جو دعاء کرتا ہے اللہ اس کو قبول کرتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دعاء کی قبولیت کی مختلف صورتیں ہیں، ایک یہ کہ جو مانگا وہ دیدیا جائے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ جو مانگا وہ نہ دیا جائے بلکہ اس کے عوض کسی بُرائی کو دفع و دور کر دیا جائے، مثلاً ایک شخص نے مال کیلئے دعاء کی اس کو مال نہیں دیا گیا البتہ اس پر آنے والی ایک مصیبت کو دور کر دیا یا بیماری کو دور کر دیا گیا، کیونکہ اگر اس کو مال مل جاتا اور وہ بیماری بھی آتی (جیسا کہ مقدر تھا) تو وہ مال بھی

---

(۱) ترمذی واللفظ لہ: ۳۴۷۹، ابوداؤد: ۱۴۷۳، ابن ماجہ: ۳۸۵۵، احمد: ۲۲۶۰۰

بیماری میں صرف ہوجاتا تو مال ملکر بھی اس کا فائدہ نہ ہوتا، ایک حدیث میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُوْ اللّٰهَ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ اَوْ صَرَفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحْمٍ الخ﴾ (۱)

(کوئی شخص اللہ سے کوئی دعا نہیں کرتا مگر اللہ اس کو یا تو وہی چیز عطا فرماتے ہیں جو اس نے مانگا ہے یا اس سے اس کے برابر کوئی برائی ہٹا دیتے ہیں، بشرطیکہ وہ گناہ کی یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے)

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالرؤف المناویؒ فرماتے ہیں کہ ہر دعاء قبول کی جاتی ہے لیکن قبولیت مختلف طور پر ہوتی ہے، کبھی تو عین وہ چیز عطا کردی جاتی ہے جو مانگا اور کبھی اس کے عوض کوئی اور چیز دی جاتی ہے، جو اس کی مصلحت اور حال کا تقاضا ہوتا ہے، لہٰذا اس حدیث سے اشارہ فرمایا ہے کہ بندہ پر اللہ کی رحمت یہ بھی ہے کہ جب وہ دنیوی کام کے لیے دعاء کرتا ہے تو اس کو قبول نہ کرکے اس کے عوض اس سے بہتر چیز دی جاتی ہے، مثلاً برائی دور کردی جاتی ہے یا یہ دعاء آخرت میں ذخیرہ بنادی جاتی ہے یا اس کے گناہ کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ (۲)

اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو تین باتوں میں سے ایک عطا فرماتے ہیں، یا تو اس کو وہ چیز دنیا ہی میں دے دیتے ہیں یا اس کو آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ بنا دیتے ہیں یا اس سے کوئی برائی دور کردیتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) ترمذی: ۳۴۹۷ وقال حدیث حسن صحیح، احمد: ۲۱۷۲۰ (۲) فیض القدیر: ۴۶۷/۵

(۳) احمد: ۱۰۷۰۹، شعب الایمان: ۴۸/۲

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاء کی قبولیت کبھی اس طرح ہوتی ہے کہ وہ دعاء اللہ کی جانب سے آخرت کے لیے ذخیرہ بنادی جاتی ہے یا اس سے کوئی برائی دور کردی جاتی ہے یا اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، غرض مختلف طریقوں سے دعاء قبول کی جاتی ہے، لہٰذا شبہ کا کوئی موقعہ نہیں۔

◆ ایک حدیث سے وضاحت:

اس کی وضاحت ایک اور حدیثِ پاک سے ہوتی ہے جس کو امام حاکم نے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مؤمن بندے کو بلائیں گے حتی کہ اپنے سامنے کھڑا کریں گے اور اس سے فرمائیں گے، کہ اے میرے بندے! میں نے تجھے مجھ سے دعاء مانگنے کا حکم دیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ میں تیری دعاء قبول کروں گا تو کیا تو نے مجھ سے دعاء کی تھی؟ وہ بندہ عرض کرے گا کہ ہاں: اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے جب بھی مجھ سے مانگا میں نے تیری سنی ہے، کیا تو نے فلاں دن اس غم کے لیے دعاء نہیں کی تھی، جو تجھے پیش آیا تھا کہ میں تیرا غم دور کردوں؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ میں نے دنیا میں ہی تجھ کو دیدیا ہے، اور تو نے فلاں دن دعاء کی تھی کہ تیرا غم دور کردوں، مگر تیرا وہ غم دور نہیں ہوا تھا، وہ عرض کرے گا کہ ہاں اے رب! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ میں نے تیرے لیے جنت میں محفوظ کردیا ہے، پھر اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعاؤں کے بارے میں اس کو بتاتے جائیں گے کہ یہ دعاء تجھ کو دنیا میں دیدی گئی اور فلاں دعاء آخرت کے لیے ذخیرہ بنا کر رکھی گئی ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت بندہ کہے گا کہ اے کاش! میری کوئی دعاء بھی دنیا میں قبول نہ کی جاتی! (۱)

---

(۱) رواہ الحاکم، کذا فی الترغیب: ۴۷۹/۲

اس حدیث نے اس بات کو صاف کر دیا کہ بندے کی دعائیں ہر صورت میں قبول ہوتی ہیں، البتہ اس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں اور ان میں سے ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو آخرت کے لیے ذخیرہ بنا دیتے ہیں۔

۞ ایک مثال سے وضاحت:

اس کو ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ یہ کہ مثلاً ایک بچہ باپ سے ایک ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے لیے مضر ونقصان دہ ہے، تو باپ اس کو وہ چیز نہیں دیتا بلکہ اس کے عوض اس کو اس سے بہتر اور اس کے حق میں مفید و نفع بخش چیز دیتا ہے۔ اس پر یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ باپ نے بچہ کی مانگ پوری نہیں کی، کیونکہ بچہ نے جو مانگا تھا باپ نے اس سے بہتر چیز دیدی۔ اسی طرح اگر فوراً تو وہ کچھ نہ دے لیکن بعد میں کوئی چیز دے تو وہ بھی اس مانگنے کے نتیجہ میں ہے، لہٰذا کہا جائے گا کہ باپ نے بچہ کی مانگ پوری کردی۔ غرض یہ کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کبھی وہ چیز نہیں دیتے جو مانگی گئی مگر اس سے بہتر چیز عطا فرما دیتے ہیں، لہٰذا شبہ نہ ہونا چاہئے۔

۞ دعاء مصائب سے حفاظت کا ذریعہ:

دعا کا ایک ظاہری ثمرہ اور اس کی برکت یہ ہے کہ دعاء سے مصائب اور بلائیں ٹلتی اور دور ہوتی ہیں، خواہ وہ نازل ہوچکی ہوں یا آئندہ نازل ہونے والی ہوں، چنانچہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ :

”اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَاللّٰهِ بِالدُّعَاءِ“

(یعنی: دعا ان مصائب و پریشانیوں کے لیے بھی نفع دیتی ہے جو نازل ہوچکی ہیں اور ان مصائب کے لیے بھی جو نازل نہیں ہوئیں، لہٰذا اے اللہ کے بندو! تم پر دعاء لازم ہے) (۱)

---

(۱) ترمذی: ۳۴۷۱

علامہ نواب قطب الدین دہلویؒ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ:

’’جو چیز (بلاء) پیش آچکی ہے اس کے لیے دعاء کے نافع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو مصیبت وبلاء نازل ہوچکی ہے، اگر وہ معلّق ہے تو دعاء کرنے سے دفع ہوجاتی ہے اور انسان سکون واطمینان پالیتا ہے اور اگر وہ مبرم ہوتی ہے تو بھی دعا کا نفع ظاہر ہوتا ہے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اسے صبر کی طاقت عطاء فرما دیتا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ اس مصیبت وبلاء کا تحمل آسان ہوجاتا ہے اور وہ اس پر راضی بھی ہوجاتا ہے بلکہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ وہ مصیبت وبلاء میں مبتلا نہ ہو کیونکہ صبر کی دولت حاصل ہوجانے کے بعد اس کا جذبۂ اطاعت اتنا قوی ہوجاتا ہے جیسا کہ خالص دنیا دار لوگ نعمتوں اور راحتوں میں لذت وکیف پاتے ہیں اور جو چیز پیش نہیں آئی اس کے لیے دعاء بایں طور نافع ہوتی ہے کہ اس کو نازل ہونے سے روک دیتی ہے بشرطیکہ اس کا تعلق بھی تقدیر سے ہو۔(۱)

❁ دعاء سے تقدیر بدل جاتی ہے:

دعاء کے فوائد وثمرات میں سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’لَایَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَ لَایَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ‘‘ الخ

(یعنی: دعاء کے سوا کوئی چیز تقدیر کو روک نہیں سکتی اور سوائے نیکی کے کوئی چیز عمر میں زیادتی نہیں کرسکتی۔(۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاء ایسی چیز ہے جو تقدیر کو بھی بدل سکتی ہے، مگر یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ تقدیر دو قسم پر ہے، ایک تقدیر مُبرم ایک تقدیر معلّق، تقدیر مبرم تو اللہ تعالیٰ کا وہ اٹل اور آخری وحتمی فیصلہ ہوتا ہے جس میں کوئی ردوبدل ممکن نہیں اور

---

(۱) مظاہر حق جدید: ۸۸/۳ (۲) ترمذی: ۲۰۲۵، مشکوٰۃ ۱۹۵

تقدیر معلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فیصلہ کو کسی بات پر معلق رکھیں کہ اگر ایسا ہو تو یہ فیصلہ اور اگر ایسا نہ ہو تو دوسرا فیصلہ تو اس تقدیر معلق میں حتمی فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ فیصلہ ایک بات پر موقوف ہوتا ہے، یہاں حدیث میں تقدیر کے بدل جانے کا یہی معنے ہے کہ جو تقدیر دعاء پر معلق و موقوف ہوتی ہے وہ بدل جاتی ہے، مثلاً کسی کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر اس بندہ نے دعاء نہ کی تو اس پر بیماری و مصیبت آئے گی تو اگر یہ بندہ دعاء کرے گا تو یہ تقدیر بدل جائے گی اور مصیبت نہ آئے گی، ہاں اللہ کے علم میں یہ بھی ہوتا ہے کہ بندہ دعاء کرے گا یا نہیں یہ الگ بات ہے، غرض یہ کہ تقدیر معلق دعاء سے بدل جاتی ہے لہٰذا یہ بھی بہت بڑا نفع اور ثمرہ ہے جو دعاء سے حاصل ہوتا ہے۔

۞ دعاء کے روحانی ثمرات:

دعاء کے ظاہری ثمرات میں سے کچھ عرض کئے گئے، اب اس کے باطنی اور روحانی ثمرات و برکات پر بھی نظر ڈالیے۔

دعاء کی حقیقت جو اوپر عرض کی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ دعاء دراصل اللہ کے سامنے بندہ کی عاجزی وانکساری اور تذلل وتعبّد کا نام ہے، لہٰذا جب بندہ اس نیت سے دعاء کرے تو اس کے اندر یہ اوصاف پیدا اور ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اسی عاجزی وانکساری کے ذریعہ اللہ کا قرب ووصال پالیتا ہے، کیونکہ سب سے بڑی چیز جو وصال وقرب میں مانع بنتی ہے وہ یہی بڑائی اور تکبر ہے جس کے نتیجہ میں شیطان راندۂ درگاہ ہوا، اور جب وہ بڑائی وتکبر نکل کر عاجزی وانکساری پیدا ہوگئی، تو اب قرب ووصول الی اللہ کی راہ میں کوئی مانع نہیں، لہٰذا قرب ووصول کی دولت پالے گا، نیز اس کی وجہ سے جو تعلق مع اللہ نصیب ہوگا تو وہ قلب کو قوت دے گا جس سے سکون وراحت میسر آئے گی اور ہزاروں ظاہری تکالیف ومصائب اور پریشانیاں ہوں، مگر وہ اس سے پریشان نہ ہوگا۔

نیز ایک برکت دعاء کی یہ ہے کہ دعاء مؤمن کا ہتھیار ہے جس سے شیطان لرزتا اور کانپتا ہے کیونکہ دعاء کا ہتھیار اس کے وسوسوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے چنانچہ بعض دعاؤں سے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ شیطان سے حفاظت و پناہ کا ذریعہ ہیں۔ (۱)

الغرض دعاء بے شمار روحانی و ظاہری ثمرات و برکات کی ضامن و حامل ہوتی ہے لہٰذا اس کا خوب خوب اہتمام کرنا چاہئے۔

❁ اپنی تمام حاجات، اللہ ہی سے مانگو:

اور اپنی تمام حاجات و ضروریات صرف اور صرف اللہ سے مانگنا چاہئے، حدیث میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿لِيَسْأَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْأَلَهُ شُسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ﴾ (۲)

(تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی تمام حاجتیں اپنے پروردگار سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو بھی اسی سے مانگے)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کو اپنی تمام حاجات و ضروریات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے، خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی حاجت و ضرورت ہی کیوں نہ ہو، جیسے نمک کی حاجت ہو یا جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا چاہئے۔

---

(۱) مشکوۃ: ۲۰۱ (۲) ترمذی: ۳۵۳۷، مشکوۃ ۱۹۶

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دو دعائیں:

حضرت ابوعلی دقاقؒ نے فرمایا کہ اپنی ہر چھوٹی بڑی حاجت وضرورت کو صرف اللہ کے سامنے پیش کرنا معرفت کی نشانیوں میں سے ہے، حضرت دقاقؒ نے اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی عمدہ مثال بیان فرمائی ہے، وہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک بہت بڑی چیز کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، وہ یہ کہ انہوں نے اللہ سے عرض کیا کہ ﴿ رَبِّ اَرِنِیۡ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ ﴾ (اے اللہ! مجھے اپنا دیدار کرا دیجئے کہ میں آپ کو دیکھوں) یہ بہت بڑا اور عظیم سوال تھا کہ اللہ کا دیدار ہو جائے اس لیے کہ اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جنت میں جب جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو جنتیوں کو جنت کی ساری چیزیں اس کے سامنے حقیر نظر آئیں گی اور اللہ کے دیدار کی لذت ساری لذتوں پر بھاری ہوگی۔ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک طرف اللہ سے اتنی بڑی چیز کا سوال کیا اور دوسری طرف ایک اور موقعہ پر دنیوی معمولی حقیر چیزوں کے لیے اللہ ہی کی طرف رجوع کیا اور اپنی محتاجی ظاہر فرمائی، چنانچہ عرض کیا:

﴿رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ﴾ (سورۂ قصص ۲۴)

(ترجمہ۔ اے میرے رب! میں ان چیزوں کا محتاج ہوں جو آپ میری طرف (کھانا وغیرہ) نازل فرمائیں)

معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی یا بڑی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے اور ہر حال میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے، اس لیے کہ در تو صرف اسی کا ہے، اس کے در کے سوا کسی کا کوئی در نہیں جہاں ہماری حاجات پوری ہوتی ہوں، اسی کا ہم کو مکلّف بنایا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ:

اور یہ وہ ادا ہے بندے کی جس پر اللہ تعالے کی طرف سے عنایتیں ہوتی ہیں، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ مولانا رومیؒ نے لکھا ہے کہ آپ پر اللہ کی وحی آئی کہ اے موسیٰ! ہم نے تم کو اپنا مقرب بنالیا ہے اور تم کو اپنے لیے چن لیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! وہ کیا خصلت ہے جس کی بنا پر آپ اپنے بندوں کو اپنا برگزیدہ و مقرب بنا لیتے ہیں؟

اللہ تعالے کی جانب سے اس کا جواب ارشاد ہوا :

گفت چو طفلے بہ پیشِ والدہ　　وقتِ قہرش دست ہم بروے زدہ

یعنی مجھے اپنے بندے کی یہ بات اور ادا بہت پسند ہے کہ وہ مجھ سے وہ معاملہ کرے جو ایک چھوٹا بچہ اپنی ماں کے ساتھ اس وقت کرتا ہے جب اس کی ماں اس پر غصہ ہوتی ہے۔

اس وقت بچہ اپنی ماں کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے؟ اس کو سنئے:

مادرش گر سیلئے بروے زند　　ہم بمادر درآید و بروے تند

فرمایا کہ جب ماں بچہ کو طمانچہ مارتی ہے تو وہ ماں ہی کی طرف دوڑتا ہے اور اسی سے لپٹ کر چلاتا ہے۔

از کسے یاری نخواہد غیرِ او　　او ست جملہ شرّ او وخیر او

یعنی یہ بچہ اپنی ماں کے سوا کسی سے مدد بھی نہیں چاہتا اور اپنی ماں ہی کو تمام خیر و شر کا سرچشمہ خیال کرتا ہے، اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے موسیٰ! یہ ہے وہ ادا جس کی وجہ سے میں بندے پر عنایت کرتا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کو بندے کی یہ ادا پسند ہے کہ وہ صرف اسی کو پکارے اور ہر وقت اسی سے لو لگائے۔

حضرت عمر فاروق کا رضی اللہ عنہ ایک عجیب واقعہ:

اس سلسلہ میں حضرت عمر فاروقؓ کا ایک عجیب واقعہ بھی سن لیجئے، آپ کے دورِ خلافت میں سنہ اٹھارہ ہجری میں پورے جزیرۂ عرب میں بڑا سخت قحط پڑا، جس کی وجہ سے لوگ مرنے لگے، حتیٰ کہ جانوروں کے جسم میں خون تک خشک ہو گیا، حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ مصر میں اناج وغلہ کی پیداوار خوب ہو رہی ہے، آپ نے وہاں کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ کو خط لکھا کہ یہاں حجاز میں غلہ کی کمی ہے اور مصر میں اس کی فراوانی ہے اس لیے تم یہاں والوں کے لیے غلہ روانہ کرو، حضرت عمرو بن العاصؓ نے جواب میں لکھا کہ

> ”آپ مطمئن رہیں، میں اونٹوں پر لدوا کر اتنا غلہ بھجوں گا کہ اگر پہلا اونٹ مدینہ میں ہوگا تو آخری اونٹ مصر میں ہوگا۔“

غرض یہ کہ غلہ آیا اور حضرت عمرؓ نے اس کو تقسیم کر دینے کا حکم فرمایا اور لوگ آ کر غلہ لے جا رہے تھے، ایک صحابی حضرت بلال بن الحارثؓ جو جنگل میں رہتے تھے، انہوں نے جب غلہ کے بارے میں سنا تو چاہا کہ وہ بھی آ کر غلہ لے جائیں، ان کے پاس ایک بکری تھی، اس کو ذبح کیا کہ کچھ کھا پی کر چلیں، مگر اس بکری میں خون کا ایک قطرہ تک نہ نکلا، یہ دیکھ کر وہ صحابی رو پڑے اور اسی حالت میں ان کو نیند آ گئی اور سو گئے، خواب میں دیکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ آئے ہیں اور فرماتے ہیں:

” ابشر بالحیاۃ ، اِئت عمر، فاقرئہ منی السلام و قل لہ انی عھدتک و انت وفی العھد شدید العقد ، فالکیس الکیس یا عمر “

(حیات کی خوشخبری سنو، اور عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور ان سے کہو کہ میں نے تم سے ایک عہد لیا تھا، اور تم وعدہ کے پورا کرنے میں سخت اور پکے ہو، پس عقل سے کام لو، عقل سے کام لو،)

حضرت بلال بن الحارثؓ، حضرت عمرؓ کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور ان کے خادم سے فرمایا کہ حضرت عمر سے، رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے لیے اجازت لو، حضرت عمر یہ سن کر خود باہر تشریف لائے، انہوں نے ساری بات آپ کو بتائی، حضرت عمر گھبرا گئے، اور باہر نکل کر لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا میرے طرز عمل میں آپ حضرات کوئی بات بُری اور مکروہ دیکھتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، حضرت عمر نے صورتِ حال بیان کی تو بعض صحابہ نے کہا کہ آپ کی غلطی یہ ہے کہ آپ نے قحط سالی کے اس موقعہ پر اللہ سے مانگنے کے بجائے، اپنے گورنر سے غلہ طلب کیا، اور اللہ سے استسقاء (پانی طلب) نہیں کیا، یہ بات آپ کو پسند نہیں آئی، اور اس پر آپ کو تنبیہ کی گئی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں، یہی بات ہے، پھر آپ نے نمازِ استسقاء پڑھی اور نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کا واسطہ دیکر اللہ سے دعاء فرمائی، اتنے میں لوگوں نے دیکھا کہ بادل منڈلا رہا ہے، پھر بارش ہونے لگی۔ (۱)

❖ اللہ ہی حاجت روا و مشکل کُشا:

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی کی طرف ہر معاملہ میں رجوع کرنا چاہئے کیونکہ اللہ ہی حاجت روا و مشکل کشا ہے، کوئی نبی و ولی، کوئی پیر و فقیر، کوئی مولوی و عالم، کوئی شیخ و صوفی، نہ کسی کی بگڑی بنا سکتا ہے نہ کسی کی حاجت روائی کر سکتا ہے اور نہ دستگیری کر سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی حمد میں میرے اشعار ہیں:

ہیں غوث و قطب سب غلام اس خدا کے نبی یا ولی ہوں، اسی سے ہیں لیتے

---

(۱) الکامل لابن الاثیر: ۳۸۳/۲، تاریخ الطبری: ۲۶۳/۴، البدایۃ والنہایۃ: ۷۴/۷

جسے چاہے دیدے، جسے چاہے نہ دے   بنادے وہ جس کا بنے گا مقدر
ھو اللہ اکبر ، ھو اللہ اکبر   ھو اللہ اکبر ھو اللہ اکبر
اسی کے ہے ہاتھوں میں حاجت روائی   اسی کے ہے بس میں یہ مشکل کشائی
اسی کو ہے حاصل یہ شانِ عطائی   ہوا ہے نہ ہوگا ،کوئی اس کا ہمسر
ھو اللہ اکبر ، ھو اللہ اکبر   ھو اللہ اکبر ھو اللہ اکبر

غرض یہ کہ وہی حاجت روا و مشکل کشا ہے، لہٰذا صرف اور صرف اللہ سے مانگو، ایک لمبی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یَا عِبَادِیْ ! کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَیْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِکُمْ ، یَا عِبَادِیْ! کُلُّکُم جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ ! کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُهٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ الخ﴾

(یعنی: اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو، سوائے اس کے جس کو میں ھدایت سے نوازوں، پس تم مجھ ہی سے ھدایت مانگو، میں تم کو ھدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو، سوائے اس کے جس کو میں کھانا دوں، لہٰذا تم مجھ ہی سے کھانا طلب کرو، میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جس کو میں کپڑا پہناؤں، پس تم مجھ ہی سے کپڑے طلب کرو، میں تم کو کپڑے دوں گا۔ الخ)(۱)

معلوم ہوا کہ سب کچھ اللہ ہی سے مانگنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے درمیان میں کسی وسیلہ و واسطہ کی حاجت نہیں کہ پیر وفقیر، شیخ واستاذ نبی یا ولی کو واسطہ بنایا جائے۔ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کو دنیوی بادشاہوں پر قیاس کرتے ہیں کہ دیکھو

---

(۱) مسلم: ۴۶۷۴

کسی بادشاہ سے ہم خود بات نہیں کر سکتے بلکہ اپنی ضرورت پیش کرنے کے لیے وزیر یا کسی اور کا درمیان میں واسطہ بننا ضروری ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے بھی ہم خود اپنی ضرورت کا سوال نہیں کر سکتے، لہٰذا کسی اور کے واسطے سے مانگنا چاہئے۔ مگر یہ قیاس صحیح نہیں، کیونکہ وزیر وغیرہ کا واسطہ اس لیے بنایا جاتا ہے کہ بادشاہ بھی ہم جیسا ایک انسان ہے جو سب کی بات سن کر سب کے کام نہیں بنا سکتا، لہٰذا بادشاہ لوگ اپنی احتیاج کی بنا پر واسطہ مقرر کر کے ان سے کام لیتے ہیں، لیکن اللہ کی ذات کسی کی محتاج نہیں، لہٰذا اس کو سنانے اور اپنی حاجت پیش کرنے کے لیے کسی کو واسطہ بنانے کی بھی ضرورت نہیں، تمام انسان بیک وقت اپنی اپنی بولیوں میں اللہ کو پکاریں اور اپنی ضروریات وحاجات پیش کریں، تو وہ سب کی یکساں طور پر سنتا ہے۔

چنانچہ ایک حدیث قدسی جس کا ابھی اوپر ذکر کیا گیا، اس میں آگے اس طرف اشارہ ہے چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے وپچھلے اور تم میں سے انسان وجنات، سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں تم سب کی حاجات پوری کر دوں، تب بھی میرے خزانہ میں کچھ کمی نہ ہوگی، مگر جیسے کہ سمندر میں سوئی ڈالنے سے سوئی کی بقدر پانی کم ہو جاتا ہے“۔(۱)

ایسے قادر وقاہر بادشاہ کو دنیوی بادشاہوں پر قیاس کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ غرض یہ کہ اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجات وضروریات میں دعاء مانگنے کا اہتمام کرنا چاہئے خواہ وہ ضروریات حقیر وصغیر ہوں یا عظیم وکبیر ہوں اور اس کی حقیقت کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے دعا کا التزام کرنا چاہئے۔

---

(۱) مسلم:۴۶۷۴

✵ ہمارا ہاتھ سرکاری پیالہ ہے:

یہاں ایک بات یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مانگنے کے لیے ہمیں ہاتھ عطاء فرمائے ہیں، جیسے بھیک مانگنے والوں کا پیالہ ہوتا ہے، جس کو وہ لوگوں کے سامنے پیش کر کے اس میں بھیک لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سرکاری پیالہ دیا ہے کہ ہم اس بھیک کے پیالہ کو صرف اللہ کے سامنے پیش کر کے اس سے بھیک لیا کریں اور اس میں تعلیم ہے کہ یہ سرکاری پیالہ کسی اور کے سامنے نہ لیجاؤ کیونکہ سرکاری چیز کو سرکاری کاموں میں اور سرکاری اجازت سے استعمال کیا جاتا ہے، اس کے خلاف اس کا استعمال اس کی ناقدری بھی ہے اور قانون شکنی بھی۔ اسی طرح یہ ہاتھ صرف اس کے سامنے پھیلائے جائیں جو ہمارا خالق و مالک، رازق و وکیل ہے، جو رب العالمین ہے، جو آقا بھی ہے، جو داتا بھی ہے، لہٰذا تمام حاجات و ضروریات میں اسی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ اور تمام مشکلات و مصائب میں اسی کی طرف رجوع کرو، اگر اس پیالہ کو ہم نے مخلوق کے سامنے بھی پھیلایا تو خدا کی قسم ہم نے اس کی توہین اور ناقدری کی جس پر عنایت کے بجائے عتاب ہونا چاہئے۔

✵ اللہ سے دین و دنیا دونوں مانگو:

یہیں سے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا بھی مانگنا چاہئے اور دین بھی مانگنا چاہئے، اس لیے کہ وہ اللہ ہر چیز کے دینے پر قادر ہے، بعض لوگ دعاء میں یہ غلطی کرتے ہیں کہ صرف دنیا مانگتے ہیں، دین نہیں مانگتے، قرآنِ کریم میں دعاء مانگنے والوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا مانگتے ہیں، دوسرے ان لوگوں کی جو دین و دنیا دونوں مانگتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ (البقرۃ:۲۰۰تا۲۰۲)

(ترجمہ: اور لوگوں میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں دیدیجئے، ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دیجئے، اور آخرت میں بھی بھلائی دیجئے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصہّ ہے ان کی کمائی کا، اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ حج کے موقعہ پر اللہ سے صرف دنیا مانگتے تھے، ان کے بارے میں پہلی آیت آئی ہے اور ان کے بارے میں کہا گیا کہ آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں اور مومن لوگ اللہ سے دین و دنیا دونوں مانگتے تھے ان کے بارے میں دوسری آیت نازل ہوئی۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے جہاں دنیا مانگیں، وہاں دین بھی مانگیں صرف دنیا پر اکتفاء کرنا اہل کفر کا کام ہے۔

ایک عمدہ مثال:

البتہ اگر صرف دین مانگنے پر اکتفاء کیا جائے تو مضائقہ نہیں، کیونکہ دین مانگنے والے کو بقدرِ ضرورت دنیا بھی دیدی جاتی ہے، حضرت مولانا حفظ الکبیر صاحبؒ مبلغ

---

(۱) لباب النقول:۱/۴۰

مفتاح العلوم جلال آباد اس بات کو ایک عمدہ مثال میں بیان فرماتے تھے، وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی سے گلاس مانگے تو صرف گلاس اس کو پیش کیا جائے گا، گلاس میں کوئی مشروب نہیں پیش کیا جائے گا، اور اگر وہ دودھ یا پانی طلب کرے گا تو دودھ یا پانی کے ساتھ ساتھ خود گلاس بھی پیش کیا جائے گا، میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ گلاس اسباب و وسائل میں سے ہے اور مشروب مقاصد میں سے ہے مقصد کے مانگنے پر ذرائع اور وسائل خود ہی آجاتے ہیں، اسی طرح دین مقصد ہے، بلکہ مقصدِ اعظم ہے اگر ہم اللہ سے دین مانگیں گے تو اس دین پر چلنے کے لیے جتنی ضرورت دنیا کے اسباب و وسائل اور ذرائع کی ہوگی وہ بغیر مانگے اللہ تعالیٰ عطاء فرمادیں گے، غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء میں صرف دنیا مانگنا صحیح نہیں ہے، بلکہ دونوں ہی مانگنا چاہئے۔

◆ حضرت مسیح الامتؒ کا ارشاد:

یہاں ایک بات یاد آگئی وہ یہ ہے کہ میرے استاذ و شیخ اول حضرت مسیح الامت جلال آبادیؒ کی خدمت میں ایک دفعہ دوپہر کے وقت حاضر تھا، کہ ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ حضرت ایک تعویذ چاہئے حضرت والاؒ نے فرمایا کہ میں تعویذ دیا نہیں کرتا تم بھائی جان (حضرت والاؒ کے صاحبزادے مراد ہیں) کے پاس جا کر لے لو، وہ صاحب باہر گئے اور ایک دو منٹ کے بعد پھر آئے اور کہا کہ حضرت آپ ہی دیدیجئے حضرت نے وہی جواب دہرادیا، تو وہ صاحب پھر باہر گئے اور دو چار منٹ کے بعد پھر اندر آئے اور عرض کیا کہ حضرت میں آپ سے تعویذ چاہتا ہوں آپ دیدیجئے اس پر حضرت نے فرمایا کہ بھائی میں نے ہی بھائی جان کو سکھایا ہے، تم ان ہی سے لے لو، یہ سن کر وہ تو باہر گئے حضرت والاؒ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم تو

سنار تھے لوگوں نے ہم کو لوہار سمجھ لیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ جملہ بڑا معنے خیز اور جامع ہے، حضرت کا مطلب یہ تھا کہ ہم تو دنیا میں اس لیے آئے تھے کہ لوگوں کو اللہ کا راستہ بتائیں، اللہ کی معرفت و محبت دین و آخرت کی باتیں بتائیں، مگر لوگ علماء اور اولیاء اللہ سے بھی صرف دنیا کے مسائل کے لیے تعویذیں اور دعائیں لینے آتے ہیں، دین کے لیے اور اللہ کی محبت و عشق کے لیے ان کی خدمت میں کوئی نہیں آتا، الا ماشاء اللہ، جیسے سنار کے پاس کوئی لوہار کا کام لینے جائے اور سنار سے سونے کا کام نہ لے تو کتنی غلط بات ہے؟

غرض یہ کہ لوگ اللہ سے بھی دنیا مانگتے ہیں اور بزرگوں کے پاس بھی اسی لیے جاتے ہیں کہ ان کی تعویذوں اور دعاؤں سے ہماری دنیا بن جائے، یہ مزاج مؤمنانہ نہیں، اس لیے اس کی اصلاح کرنا چاہئے، اور دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت کی فکر بھی کرنا چاہئے۔

✹ دعاء کو مقبول بنائیے:

اب آئیے ذرا دعاء کے شرائط و آداب پر بھی ایک نظر ڈالیں تا کہ دعاء قبول ہو اور اس کی وہ برکتیں اور ثمرات جن کا اوپر ذکر کیا گیا، حاصل ہوں کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنی دعاؤں میں یہ فرمایا کرتے تھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ ﴾

(یعنی اے اللہ! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں ایسی دعاء سے جو قبول نہ کی جائے)(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعاء کا مقبول نہ ہونا ایک ایسی بات ہے کہ آپ نے اس سے پناہ مانگی ہے اس لیے اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ دعاء اللہ کے

---

(۱) ترمذی: ۳۴۰۴، نسائی: ۵۳۴۷، احمد: ۶۲۷۰

دربار میں مقبول ہو اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ دعاء کے آداب و شرائط کا لحاظ کیا جائے ورنہ دعاء کے قبول ہونے میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، اور لوگ یہ کہتے رہ جاتے ہیں کہ ہم تو دعاء کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتی، یہ اس لیے ہوتا ہے کہ ہماری دعائیں ان شرائط کا لحاظ کئے بغیر ہوتی ہیں جن پر قبولیت موقوف ہے اور ان آداب کی رعایت سے خالی ہوتی ہیں، جن پر قبولیت کی امید غالب ہوتی ہے، اس لیے چند ضروری باتوں کو بلا ترتیب عرض کیا جاتا ہے۔

✸ حرام سے پرہیز، شرطِ اعظم:

سب سے پہلی اور بڑی شرط دعاؤں کی قبولیت کے لیے یہ ہے کہ حرام سے پرہیز کیا جائے، کھانا، پینا اور کپڑے اور تمام چیزیں حلال ہی حلال ہوں، اگر کوئی حرام چیز کھا کر، حرام چیز پی کر یا حرام لباس پہن کر، اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے گا تو قبولیت کی امید نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص جو لمبا سفر کرتا ہوا (کسی مقدس مقام پر ایسی حالت میں جاتا ہے) کہ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور وہ گرد آلود ہے، اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرتا ہے، یَا رَبِّ یَا رَبِّ، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے اور اس کے کپڑے حرام ہیں، اور وہ حرام غذا سے سیراب ہوا ہے، تو اس کی دعاء کہاں قبول ہو گی؟ (یعنی قبول نہ ہوگی) (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حرام سے بچنا قبولیتِ دعاء کے لیے شرط ہے، حرام کھانے پینے والوں اور حرام کمائی کرنے والوں کی دعائیں اللہ کے پاس قبول نہیں کی جاتیں۔

---

(۱) مسلم: ۱۶۸۲، ترمذی: ۲۹۱۵، احمد: ۷۹۹۸، دارمی: ۲۶۰۱

گناہ کی دعاء نہ کرے:

دعاء کی قبولیت کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ دعاء میں کسی گناہ کی درخواست نہ کی جائے، اور نہ قطع رحمی کی دعاء کی جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عبادۃ بن الصامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

﴿مَا عَلَی الْاَرْضِ مُسْلِمٌ یَدْعُوْ اللّٰہَ بِدَعْوَۃٍ اِلَّا اٰتَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ اَوْ صَرَفَ عَنْہُ السُّوْٓءَ مِثْلَھَا مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحْمٍ الخ﴾(۱)

(ترجمہ: زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ اللہ سے کوئی دعاء کرے، مگر اللہ اس کو وہ چیز عطاء فرما دیتے ہیں یا اس سے اس کے برابر کوئی برائی دور فرما دیتے ہیں، جب تک کہ وہ گناہ کی یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے)

اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"نہیں ہے کوئی ایسا مسلمان جو اللہ سے کوئی دعاء کرے، جس میں گناہ اور قطعِ رحمی کی دعاء نہ ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کو تین باتوں میں سے ایک ضرور دیتے ہیں، یا تو اس کو دنیا ہی میں وہ چیز دیدیتے ہیں یا آخرت کے لیے اس کو اُٹھا رکھتے ہیں یا اس کے برابر اس سے کوئی برائی دور فرما دیتے ہیں"۔ الخ(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قطعِ رحمی یا کسی اور گناہ کی دعاء کرنے سے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے، اس لیے دعاء کرتے وقت اس پر بھی توجہ دینا چاہیۓ کہ کوئی گناہ کی بات دعاء میں نہ آجائے اور اس دوسری حدیث کے الفاظ سے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ اگر دعاء میں دیگر باتوں کے ساتھ گناہ کی دعاء کی گئی تو اللہ تعالیٰ اس پوری ہی دعاء کو قبول نہیں کرتے۔ (واللہ اعلم)

---

(۱) ترمذی: ۳۴۹۷ وقال حدیث حسن صحیح، احمد: ۲۱۷۲۰

(۲) احمد: ۱۰۷۰۹، شعب الایمان: ۲/۴۸

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر :

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاء کی قبولیت کے لیے ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ جہاں اور جب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ضرورت ہو، اس فریضہ کو انجام دیا جائے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی اور غفلت نہ کی جائے ، اگر امت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعاء کی قبولیت کا دروازہ بند کر دیا جائے گا ۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے حضرت حذیفہ ﷛ نے روایت کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

﴿وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْ مُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْہُ فَتَدْعُوْنَہٗ فَلَا یَسْتَجِیْبُ لَکُمْ﴾

(ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تمہیں نیک باتوں کا حکم کرنا ہوگا اور برائی سے روکنا ہوگا ورنہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائیں پھر تم اللہ سے دعائیں بھی کروگے تو قبول نہ ہوں گی)(۱)

دعاء میں پہلے حمد وصلوٰۃ ہونا چاہئے:

ادب و سنت یہ ہے کہ دعاء سے پہلے خوب اللہ کی حمد وثناء کی جائے ، پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے پھر دعاء کی جائے ۔ ایک حدیث میں حضرت فُضالہ بن عبید ﷛ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی ، پھر دعاء کی کہ " **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ** " آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے مصلّی! تو نے جلد بازی سے کام لیا ہے، جب تو نماز پڑھے

---

(۱) ترمذی: ۲۰۹۵

اور بیٹھے تو پہلے اللہ کی اس طرح حمد وثناء کر جیسا کہ وہ اس کا مستحق ہے، پھر مجھ پر درود بھیج ، پھر دعاء کر، اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد کی اور درود پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب دعاء کر قبول ہوگی ۔ (۱)

اس سے واضح ہوا کہ دعاء کا ادب یہ ہے کہ اولاً اللہ کی تعریف کی جائے ، جیسے بعض روایات میں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اس طرح اللہ کی حمد فرماتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّهٗ وَ لَکَ الشُّکْرُ کُلُّهٗ وَ لَکَ الْمُلْکُ کُلُّهٗ وَ لَکَ الْخَلْقُ کُلُّهٗ بِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّهٗ وَ اِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّهٗ﴾ (۲)

(ترجمہ: اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے اور تیرے ہی لیے سارا شکر ہے اور سارا ملک تیرا ہے اور تمام مخلوق تیری ہے، تیرے ہی قبضہ میں سارا خیر ہے اور سارے معاملات آخر کار تیرے ہی سامنے آتے ہیں)

حمد کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے ، پھر دعاء مانگی جائے ۔ علماء نے فرمایا ہے کہ درود ایسی چیز ہے جو اللہ کے نزدیک مقبولیت کا درجہ حاصل کر چکی ہے، اس کے قبول نہ ہونے کا کوئی خدشہ نہیں اس لیے دعاء سے پہلے اگر درود پڑھ لیا جائے تو اس کے ساتھ کی جانے والی دعاؤں کے قبول ہونے کی بھی اُمید غالب ہو جاتی ہے۔

دعاء سے پہلے توبہ واستغفار:

حمد وثناء اور درود کے بعد پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کی جانی چاہئے اور اللہ سے اس سلسلہ میں استغفار کرنا چاہئے ۔ عاجزی و ندامت کے ساتھ ، روتے اور

---

(۱) ترمذی: ۳۳۹۸ وقال حسن، نسائی: ۱۲۶۷ (۲) الحزب الاعظم: ص ۱۱۷

گڑ گڑاتے ہوئے اور آئندہ کے لیے ترکِ گناہ کا عزمِ مصمم کرتے ہوئے، معافی مانگنی چاہئے، پھر اپنی حاجات وضروریات کو پیش کیا جائے، یہ نہیں کہ دعاء شروع کرتے ہی اپنی ضروریات وحاجات کا سوال کیا جائے، کیونکہ ذرا سوچئے کہ ہم سے روزانہ کتنے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں، اللہ کی ناراضی کے کتنے کام صادر ہوتے ہیں اور اس کے کس قدر احکامات ہم سے فوت ہوتے رہتے ہیں، اگر ان گناہوں اور خدا کی ناراضی کے ساتھ دعاء کی جائے تو کیسے قبول ہوگی؟ یہ الگ بات ہے کہ اس رحمان و رحیم کی بے پناہ عنایات واحسانات اور اس کے بے انتہاء افضال وانعامات کے پیشِ نظر یہی اُمید ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کے باوجود ہماری سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ مگر ادب کا تقاضا یہی ہے کہ ہم دعاء کرتے ہوئے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اپنے آقا و مالک کو راضی کرنے کی کوشش کریں، کیونکہ اگر وہی ناراض ہو تو پھر ہم کو ساری کائنات بھی دیدی جائے تو وہ بے فائدہ اور بے مزہ ہے اور اگر وہ راضی ہو تو چاہے کچھ بھی نہ ملے، تب بھی سب کچھ حاصل ہے۔

علامہ ابن الجوزیؒ نے ''صید الخاطر'' میں فرمایا کہ:

میں نے اپنے نفس کی طرف سے عجیب معاملہ دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات مانگتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے، میں نے اس سے کہا کہ اے بُرے نفس! کیا تجھ جیسا (گنہگار) بھی (اللہ کے سامنے) بولتا ہے؟ اگر بولے بھی تو تیرا سوال صرف اپنے گناہوں کی معافی کا ہونا چاہئے، نفس نے کہا کہ پھر میں اپنی حاجات و مرادات کس سے طلب کروں؟ میں نے کہا کہ میں تجھ کو اللہ سے اپنی حاجات کا سوال کرنے سے منع نہیں کررہا ہوں، بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ پہلے توبہ کرلے، پھر اپنی حاجات کا سوال پیش کرنا۔(۱)

---

(۱) صید الخاطر: ۱۳۰

غرض یہ کہ اپنی مراد و حاجت کے مانگنے سے پہلے توبہ واستغفار کرکے اللہ کو راضی کرلینا دعاء کا ایک اہم ادب ہے، اس کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

✹ اللہ سے لگ لپٹ کر مانگنا چاہئے:

دعاء کا ایک ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے لگ لپٹ کر دعاء کرنا چاہئے یعنی دعاء سرسری طور پر نہ ہونا چاہئے، بلکہ اس طرح ہونا چاہئے جیسے بچے اپنے والدین سے لگ لپٹ کر مانگتے ہیں اور جب تک لیتے نہیں، ٹلتے نہیں، حضرت مرشدی مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ فرمایا کرتے ہیں کہ دعاء کرنا بچوں سے سیکھو کہ جس طرح وہ اپنے ماں باپ سے لگ لپٹ کر مانگتے ہیں، اس طرح مانگو۔

اور قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَائَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ﴾

(اور تم اللہ کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو) (سورۃ البقرۃ: آیت: ۲۰۰)

اس آیت کی متعدد تفسیریں ہیں، ان میں سے ایک مطلب حضرت عطاء، حضرت ضحاک و حضرت ربیع سے یہ منقول ہے کہ تم اللہ کو اس طرح پکارو جس طرح تم اپنے والدین کو لگ لپٹ کر پکارتے ہو، اور اس سے اس طرح استغاثہ کرو جیسے تم اپنے بچپن میں اپنے والدین سے استغاثہ کرتے تھے۔ (۱)

مطلب یہ ہے کہ والدین سے جس طرح پیار و محبت اور ذوق وشوق سے مانگتے ہو، اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ پیار و محبت اور ذوق وشوق سے اللہ سے مانگو۔

آج کل لوگ اللہ تعالیٰ سے دعاء میں وہ ذوق و رغبت اور شوق و محبت کا مظاہرہ نہیں کرتے جو ہونا چاہئے، بلکہ نہایت سرسریت وسطحیت اور انتہائی بے ذوقی کے ساتھ دعاء کرتے ہیں۔

---

(۱) دیکھو طبری: ۲/۲۹۷، قرطبی: ۲/۴۳۱

ایک حدیث میں حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

﴿اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ وَ لٰکِنْ لِیَعْزِمِ الْمَسْئَلَۃَ وَ لْیُعَظِّمِ الرَّغْبَۃَ، فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَتَعَاظَمُہٗ شَیْیٌٔ اَعْطَاہُ﴾(۱)

(ترجمہ: جب تم میں سے کوئی دعاء کرے تو یوں نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت کردے، بلکہ پورے عزم سے سوال کرے، اور اس کی طرف پوری طرح رغبت ومیلان ظاہر کرے کیونکہ اللہ کو کوئی چیز بڑی نہیں جو وہ عطا کرے)

اس حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ بے توجہی اور بے ذوقی کے ساتھ دعاء نہ کی جائے، بلکہ پورے ذوق وشوق اور رغبت ومیلان کے ساتھ دعاء کی جائے۔

◆ دعاء غفلت کے ساتھ نہ ہو:

اسی طرح ایک ادب دعاء کا یہ ہے کہ حضورِ قلب اور توجہ کے ساتھ دعاء کی جائے، اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کے دربارِ عالی میں جائے اور بادشاہ سے اپنی کچھ حاجت وضرورت پیش کرنا چاہے تو کیا وہ غفلت و بے توجہی کے ساتھ پیش کرے گا یا پوری توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ پیش کرے گا؟ پھر سوچو کہ اگر کسی نے بادشاہ کے پاس جاکر بے توجہی اور غفلت کا مظاہرہ کیا تو کیا وہ بادشاہ کی جانب سے مستحق انعام و احسان ہوگا یا مستحق عقاب وعتاب ہوگا؟

دوستو! جب ہم جیسا ایک معمولی انسان جو عارضی و فانی ومجازی حکومت کا عارضی ومجازی مالک ہے، اس سے بھی غفلت کے ساتھ مانگنا جرم ہے، تو حقیقی ودائمی ازلی وابدی حکومت کے حقیقی بادشاہ اللہ ﷻ سے اگر غفلت کے ساتھ مانگا جائے تو کیا یہ جرمِ عظیم نہ ہوگا؟ اسی لیے حدیثِ پاک میں صاف طور پر فرمایا گیا ہے:

---

(۱) مسلم: ۴۸۳۸، احمد: ۹۵۲۱

﴿ وَاعۡلَمُوۡا اَنَّ اللّٰهَ لاَ يَسۡتَجِيۡبُ لِعَبۡدٍ دَعَاهُ عَنۡ ظَهۡرِ قَلۡبٍ غَافِلٍ ﴾

(ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعاء قبول نہیں کرتے جو غافل دل سے دعاء کرے)(۱)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے یہی مضمون ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے:

﴿وَاعۡلَمُوۡا اَنَّ اللّٰهَ لاَ يَسۡتَجِيۡبُ دُعَاءً مِّنۡ قَلۡبٍ غَافِلٍ لاَهٍ ﴾

(ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور غافل دل کی دعاء قبول نہیں فرماتے)(۲)

لہٰذا دعاء میں خشوع وخضوع کا، توجہ و انابت کا اور حضورِ قلب کا، پورا پورا اہتمام کرنا چاہیئے، تاکہ ہماری دعائیں قبولیت کا درجہ پاسکیں، اوروہ " **دعاء لا یسمع** " بن کر نہ رہ جائے، جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔

دعاء میں رونا بھی چاہیئے:

اسی سلسلہ کی ایک بات یہ ہے کہ دعاء میں اللہ کے سامنے خوب رونا اور گڑگڑانا بھی چاہیئے۔ احادیث اور آثار صحابہ میں رونے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿يَآ اَيُّهَا النَّاسُ ابۡكُوۡا فَاِنۡ لَمۡ تَبۡكُوۡا فَتَبَاكُوۡا ، الخ﴾

(اے لوگو! تم رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنالو)(۳)

ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جو جانتا ہوں وہ اگر تم جان لیتے تو تم بہت زیادہ روتے اور بہت کم ہنستے،

---

(۱) احمد: ۶۳۶۸، حسّن اسناده المنذریؒ فی الترغیب: ۴۹۱/۲ (۲) ترمذی: ۳۴۰۱، حاکم: ۶۷۰/۱

(۳) ابن المبارک فی الزھد عن انسؓ: ۸۵/۱، وابن ماجہ عن سعد بن ابی وقاصؓ: ۴۱۸۶

اور جو میں جانتا ہوں، وہ اگر تم جان لیتے تو تم میں سے ایک ایک بھی سجدہ میں پڑ جاتا، حتیٰ کہ اس کی پیٹھ ٹوٹ جاتی اور وہ (اللہ کے سامنے روتے ہوئے) چیختا حتیٰ کہ اس کی آواز ہی بند ہو جاتی، پس تم رویا کرو اور اگر نہ رو سکو تو رونے کی صورت ہی بنا لو(۱)

ان احادیث میں اگر چہ بالخصوص دعاء میں رونے کا ذکر نہیں ہے، لیکن اتنا تو معلوم ہوا کہ رونے کی ضرورت ہے اور اس کا ایک اہم موقعہ دعاء بھی ہے۔

ایک بزرگ کی حکایت:

مولانا رومیؒ نے ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ وہ حاجت مندوں کو کبھی مایوس نہ کرتے اور ہر سائل کی ضرورت پوری کرتے اور اپنے پاس ہوتا تو دیدیتے اور اگر نہ ہوتا تو کسی سے قرض لے کر دیدیتے، اس طرح ان بزرگ کے ذمہ بہت سے لوگوں کا قرض ہو گیا اور ایک دن سارے قرض خواہ آپس میں مشورہ کر کے آپ کے پاس جمع ہو گئے اور عرض کیا کہ آج ہم آپ سے اپنا اپنا قرض وصول کرنے آئے ہیں، اور جب تک آپ دیں گے نہیں، ہم یہاں سے واپس نہ ہوں گے، ان بزرگ نے فرمایا کہ آپ حضرات تشریف رکھیں، اللہ تعالیٰ دیں گے، تو میں دیدوں گا، سارے قرض خواہ بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے، اسی درمیان باہر سڑک کی طرف سے آواز محسوس ہوئی، بزرگ نے خادم سے معلوم کیا کہ کیا آواز ہے؟ خادم نے بتایا کہ ایک بچہ ہے جو حلوا بیچ رہا ہے، فرمایا کہ بھائی اس کو بلاؤ اور ان مہمانوں کی خاطر داری کرو خادم نے اس بچہ کو بلایا اور معلوم کیا کہ حلوا کتنا ہے اور کتنے کا ہے؟ اور پھر ان بزرگ کو اس کی اطلاع کی، انہوں نے اس بچہ سے فرمایا کہ سارا حلوا تول دو، اور ان سب کو کھلا دو، اور تم بھی کھاؤ، چنانچہ اس بچہ نے حلوا تولا اور سب کو کھلا دیا، جب سب کھا چکے تو اس بچہ نے حلوے کی قیمت مانگی، ان بزرگ نے فرمایا کہ اگر پیسے ہوتے تو یہ لوگ

---

(۱)الزھد لھنادؒ: ۱/۲۷۰

یہاں کیوں بیٹھے ہوتے؟ یہ لوگ اسی لیے یہاں بیٹھے ہیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں تو بھی ان کے ساتھ بیٹھ جا، اگر اللہ نے دیا تو تجھے بھی دیدیں گے، یہ سن کر وہ بچہ زور زور سے رونے لگا اور کہا کہ میری ماں مجھے مارے گی اگر میں پیسے لیکر نہ جاؤں۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کسی نے ان بزرگ کے دروازے پر دستک دی، خادم نے دیکھا تو ایک صاحب ہیں، جو اپنے ہاتھ میں ایک تھیلی لیے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت کے لیے یہ تحفہ لایا ہوں، اس کو آپ تک پہنچادو، خادم اس کو لے آیا، اور حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے فرمایا کہ اس کو کھولو اور دیکھو کہ کیا ہے؟ جب دیکھا تو اس میں اشرفیاں تھیں، فرمایا کہ اللہ نے ان قرض خواہوں کے لیے بھیج دی ہیں، ان کو گن گن کر سب کا قرضہ ادا کر دو، خادم نے ان کو گنا اور قرض خواہوں کو دیدیا، اس تھیلی میں اتنی رقم تھی کہ سارے قرض خواہوں کا قرض ادا ہو گیا اور ساتھ ہی اس بچہ کے حلوے کی رقم بھی ادا ہو گئی اور سب لوگ چلے گئے، اس کے بعد ان بزرگ نے اللہ کی جناب میں عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے یقین تھا کہ آپ ضرور دیں گے، مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے اتنا رُسوا کر کے کیوں دیا؟ اس پر ان کو اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ ہم تو دینا ہی چاہتے تھے اور یہاں مانگنے والے تو سب تھے، مگر کوئی رونے والا ہی نہیں تھا، اس لیے ہم نے تاخیر کر دی اور جب یہ بچہ رونے لگا تو ہم نے اسی کی برکت سے دیدیا، یہ قصہ اس بات کے سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ اللہ کو رونا بہت پسند ہے اور رونے پر اللہ کی عنایت متوجہ ہوتی ہے، اس لیے دعاء میں خوب رونا اور گڑگڑانا چاہئے۔

◆ زر، زور، اور زاری:

ایک بزرگ کی بات یاد آئی، وہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی سے کام نکالنے کے تین طریقے ہیں، یا تو زور دکھاؤ یا زر دکھاؤ یا زاری کرو، دنیا میں لوگوں سے کام ان تینوں

طریقوں سے نکالا جاتا ہے چنانچہ بعض وقت کام بنانے کے لیے زور دکھانا پڑتا ہے اور زور کی بنا پر دوسرا آدمی ڈر کر ہمارا کام کر دیتا ہے، اور بعض اوقات کام بنانے کے لیے زر دکھانے کی نوبت آجاتی ہے اور لالچی آدمی زر کو دیکھکر ہمارا کام کر دیتا ہے، جیسے عموما سرکاری دفاتر میں ہوتا ہے کہ افسر کو آپ رشوت کا لالچ دیں تو کام کرے گا ورنہ نہیں، یہ دونوں طریقے اللہ تعالے کے دربار میں نہیں چلیں گے، اس لیے کہ وہ آقا ساری طاقتوں کا منبع ہے اس کو کس کا زور مرعوب کر سکتا ہے؟ اسی طرح وہ مالک دوعالم ہے جس کے پاس سارے خزانے ہیں، وہ کسی کی دولت و مال سے کیا متأثر ہو سکتا ہے؟ اس کو نہ کسی کا خوف مرعوب کر سکتا ہے اور نہ کسی کا لالچ متأثر کر سکتا ہے، اس لیے اللہ کے دربار میں نہ زور دکھانے سے کام چلے گا اور نہ زر دکھانے سے کام چلے گا۔ فرمایا کہ اسکے دربار میں تو صرف اور صرف زاری سے کام نکلے گا یعنی رونے اور گڑگڑانے اور عجز و نیاز سے اللہ کے یہاں کام نکلے گا، اس لیے اللہ سے مانگنا ہو تو زاری سے کام لینا چاہئے۔

۞ دعاء، قبولیت کے یقین سے کی جائے:

اس سلسلہ کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ دعاء کرتے ہوئے اس کا یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائیں گے، اس بارے میں شک و شبہ اور تذبذب نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

﴿ اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ ﴾(۱)

(ترجمہ: تم اللہ سے دعاء کرو اس حال میں کہ تم قبولیت کا یقین رکھو)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال و طلب کے وقت، دل میں بے یقینی کی کیفیت نہ

---

(۱) ترمذی: ۳۴۰۱، احمد: ۶۳۶۸

ہونا چاہئے بلکہ اس کی جگہ اللہ سے اُمید اور حسنِ ظن ہونا چاہئے کہ وہ ہماری دعاء کو قبول کریں گے۔

◆ جلدی مچانا بُرا ہے:

بعض لوگ دعاء تو کرتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بعض مصلحتوں کی وجہ سے اس کی قبولیت میں تاخیر ہوتی ہے، تو مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں اور بعض تو اس سے بڑھ کر دعاء کرتے ہی واویلا مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ ہم نے دعاء کی مگر قبول ہی نہیں ہوئی، اصل میں یہ سب شیطانی وساوس اور فریب کاری کا ایک حصہ ہے، شیطان اللہ کے بندوں کو اللہ سے کاٹ کر مختلف قسم کی گمراہیوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، اس لیے وہ اس تدبیر سے بندے کو اللہ سے مایوس کراتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

﴿يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ، يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ﴾

(یعنی: تمہاری دعاء قبول کی جائے گی جب تک کہ جلدی نہ مچائی جائے (اور جلدی مچانا یہ ہے کہ بندہ) یوں کہے کہ میں نے دعاء کی مگر قبول نہیں ہوئی) (۱)

معلوم ہوا کہ دعاء کے بارے میں جلدی مچانا اور اس طرح کہنا کہ میں نے دعاء کی مگر قبول نہیں ہوئی، مایوسی کی پیداوار ہے، اس لیے اس سے بچنا چاہئے۔

◆ بددعاء نہ کرو:

دعاء کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ برائی کی دعاء نہ کرے، یعنی بددعاء نہ کرے، نہ اپنے اوپر اور نہ کسی دوسرے پر، بعض لوگوں کی اور بالخصوص عورتوں کی عادت ہے کہ

---

(۱) (بخاری: ۵۸۶۵، مسلم: ۴۹۱۶، ترمذی: ۳۳۰۹، ابو داؤد: ۱۳۶۹، ابن ماجہ: ۳۸۴۳، احمد: ۸۷۸۴، مالک: ۴۴۶

بات بات پر بددعاء کرنے لگتے ہیں، یہ طریقہ اسلام کا نہیں ہے، ہمارے نبی حضرت **محمد** ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ ،لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُّسْأَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ ﴾

(تم اپنے حق میں اور اپنی اولاد کے حق میں اور اپنے مالوں کے حق میں بددعاء نہ کرو، مبادا وہ وقت دعاء کی قبولیت کا ہو اور تمہاری دعاء اللہ قبول کرلے)۔(۱)

اسی طرح ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اپنے اوپر موت کی دعاء بھی نہ کرو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّأْتِيَهٗ ،اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ وَ اِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَيْرًا ﴾

(تم میں سے کوئی اپنی موت کی تمنا نہ کرے، اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی اللہ سے دعاء کرے، کیونکہ جب موت آجائے تو عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے اور مؤمن کی عمر تو اس کے لیے خیر میں اضافہ ہی کرتی ہے)(۲)

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی ہی کے لیے دعاء کرنا چاہئے، بددعاء کرنا اور موت کی دعاء کرنا، ادب کے بھی خلاف ہے اور شرع کے بھی خلاف ہے۔

عام طور پر مائیں اپنی اولاد پر جب غصہ ہوتی ہیں، تو ان پر بددعاء کرتی اور ان کو کوس دیتی ہیں اور ان کی توجہ اس طرف نہیں ہوتی کہ اگر یہ بددعاء قبول ہوجائے تو کیا ہوگا؟ کیا یہ بددعاء دینے والی مائیں اس کو بدل و جان قبول کرلیں گی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اس حدیث میں یہ بتایا ہے کہ بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں، جس میں دعاؤں کی قبولیت مقدر ہوتی ہے اور ایسے اوقات میں جو دعاء بھی کی جائے وہ اللہ کے

---

(۱) مسلم: ۵۳۲۸، ابن حبان: ۵۲/۱۳ (۲) مسلم: ۴۸۴۳، احمد: ۷۸۴۲

یہاں قبول ہو جاتی ہے، اس لیے دعاء کرنے والا اس کا خیال رکھے کہ دعاء خیر اور بھلائی کی کی جائے، بد دعاء نہ کی جائے، ورنہ کہیں بعد میں پچھتانا پڑے۔

امامِ حرم قاری سدیس کا واقعہ:

یہاں ایک عبرت خیز واقعہ موجودہ امام قاری سدیس صاحب زید مجدھم کے بارے میں بعض معتبر ذرائع سے مجھے معلوم ہوا کہ ان کی والدہ محترمہ جب کسی بات پر غصہ ہوتیں تو ان کو یوں بد دعاء دیتیں، کہ اللہ تم کو حرم کا امام بنائے، اللہ اکبر! کیسی عجیب بد دعاء ہے یہ! جس میں سراسر رحمت اور برکت ہے، یہ دراصل اسلامی تعلیم و تربیت کا اثر ہے، پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعاء قبول بھی فرمالی اور قاری سدیس کو امام حرم بھی بنا دیا اور ساری دنیا میں ان کو شہرت بھی دیدی، اس واقعہ سے میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ماؤں کو ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اپنی اولاد کو کوسہ نہ دیں، بلکہ اگر کبھی غصہ آجائے تو بھی ایسی دعاء دیں، جس سے اپنی اولاد کا فائدہ ہو، جیسا کہ قاری سدیس صاحب کی والدہ نے کیا۔

دعاء میں وسیلہ کا حکم:

دعاء میں اللہ کے مقرب بندوں کا وسیلہ لینا بھی جائز ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ دعاء تو ہر حال میں اللہ ہی سے ہو، اور اس میں یوں کہا جائے کہ اے اللہ! ہماری دعاء کو حضرت نبی اکرم ﷺ کے صدقہ اور وسیلہ سے قبول فرمالیجئے۔ شریعت میں اس طرح کا وسیلہ لینا جائز ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک نابینا صحابی حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میں نابینا ہوں، آپ میرے لیے دعاء فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یا تو صبر کرو، اور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعاء

کردوں، ان صحابی نے عرض کیا کہ دعاء فرمادیں، اس پر آپ انے ان کو اچھی طرح وضو کرنے کا اور دو رکعت نماز ادا کر کے اس طرح دعاء کرنے کا حکم دیا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَتوَجَّہُ اِلَیۡکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحۡمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ توَجَّھۡتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ ھٰذِہ فَتُقۡضٰی لِیۡ اَللّٰھُمَّ شَفِّعۡہُ فِیَّ (و فی بعض الروایات زیادة) وَشَفِّعۡنِیۡ فِیۡہِ﴾ (۱)

امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح اور امام حاکم نے صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے، اس حدیث سے علماء نے اس پر استدلال کیا ہے کہ اللہ کے مقرب بندوں جیسے حضرات انبیاء اور اولیاء کے وسیلہ سے دعاء کرنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ان صحابی کو اس کی تعلیم دی، علامہ شوکانیؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، جیسا کہ مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری نے علامہ شوکانیؒ کی کتاب [تحفة الذاکرین] کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ (۲)

جمہور اہلِ سنت کا یہی مسلک ہے، ہاں جاہلوں میں وسیلہ کے نام پر جو اولیاء اللہ سے براہِ راست مانگنے کا طریقہ رائج ہے، یہ سراسر حرام اور شرک ہے۔ بدعقیدہ لوگ انہی اولیاء اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان ہی سے مانگتے ہیں، یا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے ان کو پورا اختیار دیدیا ہے، اس لیے انہی کے توسط اور وسیلہ سے ہم کو ملے گا، جو بھی ملے گا۔ اس لیے ان اولیاء اللہ کی منتیں مانتے اور ان کی مزارات پر سجدے کرتے ہیں تاکہ یہ خوش ہو کر ہمارا کام بنادیں۔ یاد رکھو اللہ نے کسی کو اپنا کام سونپ نہیں دیا ہے اور اس طرح کا عقیدہ دراصل زمانۂ جاہلیت کے مشرکوں کا تھا، جس کو اسلام نے گمراہی قرار دیا ہے، اس کی مزید تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث

---

(۱) ترمذی: ۳۵۰۲، ابن خزیمة: ۲/۲۲۵، ابن ماجہ: ۱۳۷۵، مستدرک حاکم: ۱/۴۵۸، عمل الیوم و اللیلة للنسائی: ۱/۴۱۷

(۲) دیکھو: تحفة الاحوذی: ۱۰/۲۵ تا ۲۷

دہلویؒ کی کتاب [الفوز الکبیر] میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اور احقر کے رسالہ [دیوبندیت وبریلویت، دلائل کے آئینہ میں] میں بھی اس مسئلہ پر تفصیلی کلام موجود ہے۔

آمین پر دعاء کا اختتام ہو:

دعاء کا ایک ادب یہ ہے کہ دعاء کا اختتام آمین پر ہونا چاہئے، چنانچہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں اس کا ذکر ہے، حضرت ابوزھیر النمیری ؓ فرماتے ہیں:

ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہمارا گذر اللہ کے ایک بندے پر ہوا جو بڑے الحاح وعاجزی کے ساتھ اللہ سے دعاء کررہا تھا، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر اس کی دعاء سننے لگے، پھر آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ اگر اس نے دعاء کا خاتمہ صحیح کیا اور مُہر بھی ٹھیک لگائی، تو جو اس نے مانگا ہے، اس کا اس نے فیصلہ کرالیا، ہم میں سے ایک نے عرض کیا کہ حضور! صحیح خاتمہ اور مُہر ٹھیک لگانا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ : آخر میں آمین کہہ کر ختم کرے۔(۱)

معلوم ہوا کہ دعاء کے آخر میں آمین کہنا مستحب وپسندیدہ امر ہے اور اس سے دعاء کی قبولیت کی امید ہوجاتی ہے۔

مأثور دعاؤں کا اہتمام کریں:

اخیر میں ایک اہم بات کا ذکر کرنا مناسب ہوگا، وہ یہ کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں جو دعائیں کی ہیں، ان کے پڑھنے کا معمول بنالینا بہت اچھا ہے، کیونکہ یہ ساری نبوی دعائیں اللہ کے یہاں مقبول ومنظور ہیں، لہٰذا جو ان کو پڑھے گا، امید ہے کہ اس کے حق میں بھی اللہ کے یہاں یہ قبول ہوں گی۔ اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ جیسے ایک اللہ کا کلام ہے، جو اللہ نے براہِ راست حضرت نبی کریم ﷺ

---

(۱) ابوداؤد: ۸۰۳

پر نازل فرمایا، اسی طرح ایک کلام، اللہ کے نبی ﷺ کا براہِ راست اللہ سے ہے، اور وہ آپ ﷺ کی دعائیں ہیں، اس لیے کہ یہ دعائیں دراصل آپ کا وہ کلام ہے جو آپ ﷺ نے خود براہِ راست اللہ تعالیٰ سے فرمایا ہے، اس لیے اس میں بہت برکت ہے۔ اور اگر کسی کو اتنا نہ ہو سکے تو اس کو کم از کم اتنا تو کرنا چاہئے کہ آپ ﷺ کی ایک جامع دعاء جس میں آپ کی تمام دعاؤں کا خلاصہ اور نچوڑ آجاتا ہے، اس کا اہتمام کر لیا جائے۔ اور وہ یہ ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ (۱)

(ترجمہ: اے اللہ ہم تجھ سے اس خیر میں سے مانگتے ہیں جس کا تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے سوال فرمایا ہے اور اس شر سے ہم پناہ مانگتے ہیں، جس سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے تجھ سے پناہ مانگی ہے اور تجھ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے اور تیرا ہی کام حق کو پہنچانا ہے اور تیری مدد کے بغیر کسی میں نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ بُرائی سے بچنے کی قوت ہے۔)

اور اس دعاء سے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے بہت ساری دعائیں کیں، اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں فرمائیں جن کو ہم یاد نہیں رکھ سکے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایک ایسی دعاء نہ بتادوں جو ان تمام دعاؤں کی جامع ہے؟ پھر آپ ﷺ نے اوپر کی دعاء سکھائی۔

---

(۱) ترمذی: ۳۴۴۳

غرض یہ کہ ان دعاؤں کا اہتمام کرنا جو اللہ کے نبی ﷺ سے مروی ومنقول ہیں، بہت مبارک ہے اور اگر سب کا اہتمام نہ ہو سکے تو کم از کم اس جامع دعاء کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے، جس کا ابھی اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

◆ دوسروں کے لیے دعاء کا حصہ:

دعاء کے بارے میں ایک اور اہم بات بھی سن لینا چاہئے، وہ یہ کہ دعاء میں دوسرے لوگوں کے لیے بھی دعاء کی جائے، خواہ وہ اپنے رشتہ دار ہوں یا دوست احباب ہوں یا اور کوئی ہو، اس کی بڑی فضیلت حدیث میں آئی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

﴿دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ ، كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ اٰمين وَ لَكَ بِمِثْلٍ﴾

مسلمان آدمی کا اپنے بھائی کے حق میں غائبانہ دعاء کرنا مقبول ہے، اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی یہ اپنے مسلمان بھائی کے حق میں دعاء کرتا ہے تو یہ مقرر فرشتہ کہتا ہے: اللہ قبول کرے اور تجھے بھی اسی جیسی چیز عطاء ہو)(۱)

اس لیے دعاء میں بخل نہ کرے اور صرف اپنے لیے دعاء کی تخصیص نہ کرے بلکہ سارے مسلمانوں کے لیے اور والدین و بھائی، بہنوں، دوست احباب، و دیگر رشتہ داروں کے لیے بھی دل کھول کر دعاء کرے۔

◆ اختتام و دعاء:

حاصل کلام یہ کہ دعاء ایک اہم ترین عبادت ہے اس کا اہتمام کرنا چاہئے اور اپنی ہر

---

(۱) مسلم: ۴۹۱۴، ابن ماجہ: ۲۸۸۶، احمد: ۲۰۷۱۷

دینی و دنیوی حاجت وضرورت اللہ ہی کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ آخر میں یہ بندۂ حقیر وفقیر قارئین کرام کی خدمات میں گذارش کرتا ہے کہ اپنی دعاؤں میں اس حقیر کو بھی یاد رکھیں اور بالخصوص خاتمہ بالخیر کے لیے دعاء فرمائیں۔

فن اصول تفسیر پر ایک لاجواب کتاب

”نفحات العبیر فی مہمات التفسیر“

تصنیف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

اس میں کوئی شک نہیں کہ فن اصول تفسیر پر علماء کی بہت کتابیں ہیں مگر یا تو وہ اتنی طویل ہیں جس کے استفادہ سے طالب علم گھبرا جاتا ہے یا اتنی مختصر ہیں جو تمام اصول تفسیر کے مضامین کو حاوی نہیں ہیں، اس لیے ایسی کتاب کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو ”خیر الکلام ماقل ودل“ کا مصداق ہو۔ یعنی اتنی طویل بھی نہ ہو جس سے قاری اکتا جائے اور اتنی مختصر بھی نہ ہو جس سے تشنگی باقی رہ جائے۔ چنانچہ ”**نفحات العبیر فی مہمات التفسیر**“ تقریباً ایک سو چالیس کتابوں سے مستفاد ہے جو شروع سے آخر تک مدلل ومحول ہے۔ جس کو مطالعہ کرنے سے ایک طالب علم کو اصول تفسیر میں اچھی خاصی مہارت حاصل ہوسکتی ہے۔

نیز اس کتاب پر مکہ مکرمہ کے جلیل القدر اور کثیر التصانیف عالم ربانی علامہ محمد علی الصابونی حفظہ اللہ سابق استاذ جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرّمہ نے تقریظ لکھی ہے۔ اسی طرح ہندوستان کے اکابر علماء (حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند) اور مولانا نور عالم خلیل امینی (استاذ ادب دارالعلوم دیوبند) اور مولانا سید سلمان ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء) نے بھی اچھے خیالات اور عمدہ تأثرات سپرد قرطاس فرمائے ہیں۔

آج ہی آپ اس کتاب کو حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کے کلام ”قرآن مجید“ کے علوم سے استفادہ کریں!!

منتخب نبوی دعائیں

مُقدّمہ

حامداً و مصلیاً: یہ چند منتخب دعائیں ہیں جو حضرت رسالت مآب ﷺ سے مختلف کتب میں منقول ہیں۔ میں نے ملّا علی قاریؒ کی الحزب الاعظم اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مناجاتِ مقبول سے ان کا انتخاب کیا ہے۔ صرف ایک دعا جو ” **اللهم اجعل صباحنا صباح الصالحين**“ الخ کے الفاظ سے ہے اس کو مجموعۃ الاذکار سے لیا ہے مگر یہ دعاء حدیث میں منقول نہیں ہے دعاء کے عمدہ ہونے کی وجہ سے اس کو لے لیا گیا ہے۔ اور دعاؤں سے پہلے اللہ تعالے شانہ کے اسماء حسنیٰ لکھ دیئے ہیں کیونکہ حدیث پاک میں ان کی فضیلت آئی ہے اور ان ناموں کی برکت سے دعائیں بھی قبول ہونے کی قوی امید ہے۔ ان دعاؤں کا ورد اور اہتمام ان شاء اللہ تمام دینی و دنیوی حاجات و ضروریات کے لیے کافی ہے۔ اس سے استفادہ کرنے والے حضرات سے گذارش ہے کہ اس حقیر کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرمالیں

محمد شعیب اللہ خان عفی اللہ عنہ

۳/ربیع الثانی/۱۴۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسماء اللّٰہ الحسنیٰ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ، الرَّحِیْمُ، الْمَلِکُ، اَلْقُدُّوْسُ، السَّلَامُ، الْمُوْمِنُ، اَلْمُهَیْمِنُ، الْعَزِیْزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَکَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِیُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِیْمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، اَلسَّمِیْعُ، الْبَصِیْرُ، الْحَکَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِیْفُ، الْخَبِیْرُ، الْحَلِیْمُ، الْعَظِیْمُ، الْغَفُوْرُ، الشَّکُوْرُ، الْعَلِیُّ، الْکَبِیْرُ، الْحَفِیظُ، الْمُقِیْتُ، الْحَسِیْبُ، الْجَلِیْلُ، الْکَرِیْمُ، الرَّقِیْبُ، الْمُجِیْبُ، الْوَاسِعُ، الْحَکِیْمُ، الْوَدُوْدُ، الْمَجِیْدُ، الْبَاعِثُ، الْشَهِیْدُ، الْحَقُّ الْوَکِیْلُ، الْقَوِیُّ، الْمَتِیْنُ، الْوَلِیُّ، الْحَمِیْدُ، الْمُحْصِی، الْمُبْدِئُ، الْمُعِیْدُ، الْمُحْیِ، الْمُمِیْتُ، الْحَیُّ، الْقَیُّوْمُ، الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الْاَحَدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الْاَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِیُ، الْمُتَعَالِی، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْعِمُ، الْمُنْتَقِمُ.

الْعَفُوُّ، الرَّءُ وُ فُ، مَالِکُ الْمُلْکِ، ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، الرَّبُّ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِیُّ الْمُغْنِی الْمُعْطِی، الْمَانِعُ، الضَّآرُّ، النَّافِعُ، النُّوْرُ، الْهَادِی، الْبَدِیْعُ، الْبَا قِی، الْوَارِثُ الرَّشِیْدُ، الصَّبُوْرُ.

﴿دعائیں﴾

◆ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّهٗ وَلَکَ الشُّکْرُ کُلُّهٗ وَ لَکَ الْخَلْقُ کُلُّهٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّهٗ ، بِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّهٗ وَ اِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّهٗ .

(اے اللہ! سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں اور سارا شکر بھی تیرے لیے ہے اور سب ملک تیرا ہے اور تمام مخلوق تیری ہے، سب بھلائی تیرے ہی قبضہ میں ہے، اور ہر معاملہ آخر کار تیرے ہی سامنے آتا ہے)

◆ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَائِمًا مَّعَ دَوَامِکَ ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَّعَ خُلُوْدِکَ ، وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَهٰی لَهٗ دُوْنَ مَشِیْئَتِکَ ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَائِمًا لَّا یُرِیْدُ قَائِلُهٗ اِلَّا رِضَاکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ کُلِّ طَرْفَةِ عَیْنٍ وَ تَنَفُّسِ کُلِّ نَفْسٍ .

(اے اللہ! تیری ہمیشگی کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی سب تعریف تجھ ہی کو زیبا ہے، اور تیری ہمیشگی کے ساتھ باقی رہنے والی سب تعریف تجھ ہی کو زیبا ہے، اور (اے اللہ!) تیرے ہی لیے وہ سب تعریف ہے جس کا تیری مشیت سے پہلے کہیں خاتمہ نہ ہو، اور اے اللہ! تیرے ہی لیے ہمیشہ ہمیشہ ایسی تعریف زیبا ہے جس کا کرنے والا تیری رضامندی کے سوا اور کوئی نیت نہ رکھتا ہو اور تیرے ہی لیے اتنی بار سب تعریف زیبا ہے جتنی بار آنکھ جھپکے اور جاندار سانس لے)

◆ سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَ قَالَ بِهٖ ، سُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَ تَکَرَّمَ بِهٖ ، سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَهٗ، سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَ النِّعَمِ ، سُبْحَانَ ذِی الْمَجْدِ وَ الْکَرَمِ، سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ .

(پاک ہے وہ ذات، عزت جس کی چادر ہے، اور عزت اس کا فرمان ہے، اور پاک ہے وہ ذات، بزرگی

جس کا لباس ہے، اور بزرگی جس کی بخشش ہے، پاک ہے وہ ذات کہ ہر عیب سے پاکی صرف اسی کے شایان شان ہے، پاک ہے وہ ذات جس کے علم میں ہر چیز ہے، پاک ہے وہ ذات جو بڑے فضل اور بخشش والی ہے، پاک ہے وہ ذات جو بڑے احسان اور انعامات کی مالک ہے، پاک ہے وہ ذات جو بڑے شرف و کرم والی ہے، اور پاک ہے وہ ذات جو بڑے جلال و اکرام کی مالک ہے)

۞ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰ لِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَا ھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ . اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَا ھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ .

(اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کے آل پر جیسا کہ تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر۔ بلاشبہ تو تعریف کے لائق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ تو برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر۔ بلاشبہ تو تعریف کے لائق بڑی بزرگی والا ہے)

۞ اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِیْ الْاُ مُوْرِ کُلِّھَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ .

(الٰہی! ہمارے تمام کاموں کا انجام بہتر فرما اور ہم کو دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ عطا فرما)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ سَئَلْتَنَا مِنْ اَنْفُسِنَا مَا لَا نَمْلِکُہٗ اِلَّا بِکَ، فَاَعْطِنَا مِنْھَا مَا یُرْضِیْکَ عَنَّا .

(اے اللہ! تو نے ہم سے وہ چیز طلب فرمائی ہے جس کے ہم مالک نہیں ہیں مگر تیری ہی مدد کے ساتھ، لہٰذا اب تو اس میں سے ہم کو وہ عمل عطا فرما جو تجھ کو ہم سے راضی کر دے)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ ، مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ ، مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ .

(اے اللہ! میں تجھ سے ساری بھلائیاں مانگتا ہوں جو اس دنیا میں جلدی ملنے والی ہیں وہ بھی اور جو آخرت میں دیر سے ملنے والی ہیں وہ بھی ، ان میں سے جو میں جانتا ہوں وہ بھی اور جو نہیں جانتا ہوں وہ بھی ، اور تیری پناہ مانگتا ہوں ہر برائی سے ، جو جلدی یا دیر سے پیش آنے والی ہو ، جس کو میں جانتا ہوں اس سے بھی اور جس کو میں نہیں جانتا اس سے بھی)

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَآ اَخَّرْتُ وَ مَآ اَعْلَنْتُ وَ مَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ .

(اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کئے تھے اور جو میں نے بعد میں کئے اور جو چھپ کر کئے اور جو کھلم کھلا کئے اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے)

- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَ مِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَ مِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَاتَّشْبَعُ وَمِنْ هٰٓؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ

(اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے قلب سے جو تجھ سے نہ ڈرے اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ کی جائے اور ایسے حریص نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو ، غرض ان چاروں باتوں سے پناہ مانگتا ہوں)

- اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَآ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَ سَهِّلْ لَنَآ اَبْوَابَ رِزْقِکَ .

(اے اللہ! ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ، اور اپنے (مقدر کردہ) رزق کے دروازوں (تک رسائی) آسان فرما دے)

- اَللّٰهُمَّ اکْفِنَا بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنَا بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ .

(اے اللہ! حرام کے بدلے تو ہمیں ہماری ضرورت کے مناسب حلال روزی عطا فرما اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے)

- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَ تَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَ فُجَائَةِ نِقْمَتِکَ وَ جَمِیْعِ سَخَطِکَ .

(اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت زائل ہونے اور تیری عافیت کے رخ پھیر لینے اور تیرے عذاب کے اچانک آجانے اور تیری تمام تر ناراضی سے)

۞ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ وَ دَرْکِ الشَّقَاءِ وَ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ .

(اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں آزمائش کی سختی اور بدبختی کے پانے سے اور برے فیصلے سے اور دشمنوں کے ہنسی اڑانے سے)

۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تَوَکَّلَ عَلَیْکَ فَکَفَیْتَهٗ وَ اسْتَهْدَاکَ فَهَدَیْتَهٗ وَ اسْتَنْصَرَکَ فَنَصَرْتَهٗ .

(اے اللہ! تو ہمیں ان لوگوں میں بنالے جنہوں نے تیری ذات پر بھروسہ کیا تو توان کے لیے کافی ہوگیا اور جنہوں نے تجھ سے ہدایت مانگی تو تو نے ان کو نصیب فرما دی، اور جنہوں نے تجھ سے مدد چاہی تو تو نے ان کی مدد فرمائی)

۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَ اِذَآ اَسَآؤُا اسْتَغْفَرُوْا .

(اے اللہ! ہمیں ان بندوں میں سے بنالے جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برا کام کریں تو مغفرت مانگیں)

۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الصِّحَّةَ وَ الْعِفَّةَ وَ الْاَمَانَةَ وَ حُسْنَ الْخُلُقِ وَ الرِّضٰی بِالْقَدْرِ .

(اے اللہ! میں تجھ سے تندرستی اور پاکدامنی کا طالب ہوں اور دیانت داری اور اچھے اخلاق کا اور قضا وقدر پر راضی رہنے کا طلب گار ہوں)

۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْٓ اَخْشَاکَ کَاَنِّیْٓ اَرَاکَ اَبَدًا حَتّٰیٓ اَلْقَاکَ وَ اَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاکَ وَ لَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ .

(اے اللہ! مجھے ایسا بندہ بنالے کہ تجھ سے اس طرح ڈرا کروں جیسا کہ تجھ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں

اور مجھ کوتقوی کی سعادت نصیب فرما اور اپنی نافرمانی کی وجہ سے مجھ کو بد بخت نہ بنا)

۞ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ رِّزْقِکَ الْحَلَالِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ مَا تَصُوْنُ
بِہٖ وُجُوْھَنَا عَنِ التَّعَرُّضِ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ.

(اے اللہ! ہم کو اپنا حلال وطیب اور برکت والا رزق عنایت فرما، جس کی وجہ سے تو ہمیں اس بات سے بچالے کہ ہم اپنا منہ تیری مخلوق میں سے کسی کے سامنے سوال کے لیے لے کر آئیں)

۞ اِلَیْکَ رَبِّ فَحَبِّبْنِیْ وَ فِیْ نَفْسِیْ لَکَ فَذَلِّلْنِیْ وَفِیْ اَعْیُنِ
النَّاسِ فَعَظِّمْنِیْ وَمِنْ سَیِّیءِ الْاَخْلَاقِ فَجَنِّبْنِیْ .

(اے میرے رب! تو مجھے اپنی بارگاہ میں پسند فرما لے ، اور تو اپنے لیے مجھ کو میری نظروں میں ذلیل کردے اور دوسروں کی نظروں میں عزت والا کردے اور برے اخلاق سے مجھ کو محفوظ فرمادے)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا دَائِمًا وَّ ھُدًی قَیِّمًا وَّ عِلْمًا نَافِعًا.

(اے اللہ! میں تجھ سے ہمیشہ رہنے والا ایمان اور ٹھیک ہدایت اور نَفع بخش علم مانگتا ہوں)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عَمَلًا مُّتَقَبَّلاً وَّعِلْمًا نَّجِیْحًا وَّ سَعْیًا
مَّشْکُوْرًا وَّ تِجَا رَۃً لَّنْ تَبُوْرَ.

(اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں مقبول عمل اور درست علم اور قابل قدر جدو جہد اور ایسی تجارت جو گھاٹے میں نہ رہے)

۞ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ فَضْلِکَ وَلَا تَحْرِمْنَا رِزْقَکَ وَ بَارِکْ لَنَا
فِیْمَا رَزَقْتَنَا وَ اجْعَلْ غِنَائَنَا فِیْٓ اَنْفُسِنَاَ وَ اجْعَلْ رَغْبَتَنَا فِیْمَا
عِنْدَکَ .

(اے اللہ! ہم کو اپنے فضل سے رزق عطا فرما اور ہمیں اپنے رزق سے محروم نہ فرما، اور جو رزق تو نے ہم کو عطا فرمایا ہے اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو دل کی تونگری عطا فرما اور ہمارے دل میں ان نعمتوں کی رغبت ڈال دے)

۞ اَللّٰھُمَّ اٰ نِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ ، اَللّٰھُمَّ ا رْحَمْنِیْ بِالْقُرْآنِ

الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً ، اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ
مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَ عَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَه اٰ نَآءَ
الَّیْلِ وَ اٰ نَآءَ النَّهَارِ وَ اجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ .

(اے اللہ! قبر کی وحشت میں میرے لیے انس کا سامان کردے، اورقرآن عظیم کی برکت سے مجھ پر رحم فرمااوراس کو میراامام اور میرے لیے نور اور ہدایت ورحمت کا سبب بنادے، اے اللہ! اس کا جوحصہ میں بھول چکاہوں وہ مجھ کو یاد کرادے اور جس کونہیں سمجھا اس کا علم عطافرمااور رات ودن کی ہرساعت میں اسکی تلاوت نصیب فرمااورقیامت میں اس کو میرے حق میں دلیل بنادے، اے سب جہانوں کے پالنے والے

۞ اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَ نَوَاصِیَنَا وَ جَوَارِحَنَا بِیَدِكَ ، لَمْ تُمَلِّكْنَا
مِنْهَا شَیْئًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذَالِكَ بِنَا فَكُنْ اَنْتَ وَلِیَّنَا وَاهْدِنَا اِلٰی
سَوَآءِ السَّبِیْلِ.

(اے اللہ! ہمارے دل، ہماری پیشانیاں اور ہمارے سب اعضاء تیرے ہی قبضہ میں ہیں، ان میں سے کسی کا تونے ہم کو مالک نہیں بنایا، پھر جب تونے ہم کو ایسا بےبس پیدافرمایا ہے تو اب توہی ہمارا کارساز بن جااورہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما)

۞ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَایَایَ وَ ذُنُوْ بِیْ كُلَّهَا ،اَللّٰهُمَّ انْعِشْنِیْ وَ
اَحْیِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَ اهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَ الْاَخْلَاقِ ، اِنَّهٗ
لَایَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَ لَا یَصْرِفُ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ .

(یااللہ میری کل خطائیں بخش دے اور قصور، یااللہ مجھے رفعت دے اور مجھے زندہ رکھ اور مجھے رزق دے اور مجھ کو ہدایت کر اچھے اعمال اور اخلاق کی کیوں کہ ہدایت نہیں کرتا ہے عمدہ اعمال واخلاق کی اور نہیں دور کرتا ہے برے اعمال اور اخلاق کو سوائے تیرے)

۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ
وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ .

(اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس قول وعمل کا جو اس کے قریب کردے، اور میں دوزخ

سے تیری پناہ لیتا ہوں اور اس قول وعمل سے جو اس کے قریب کر دے)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ خَلَّاقٌ عَظِیۡمٌ ، اِنَّکَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ، اِنَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ، اِنَّکَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ، اِنَّکَ الۡبَرُّ الۡجَوَّادُ الۡکَرِیۡمُ اِغۡفِرۡلِیۡ وَ ارۡحَمۡنِیۡ وَ عَافِنِیۡ وَارۡزُقۡنِیۡ وَاسۡتُرۡلِیۡ وَاجۡبُرۡنِیۡ وَارۡفَعۡنِیۡ وَاھۡدِنِیۡ وَلَا تُضِلَّنِیۡ وَاَدۡخِلۡنِی الۡجَنَّۃَ.

(اے اللہ! تو سب کا پیدا فرمانے والا بڑی عظمت والا ہے، تو بڑا سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے، بے شک تو بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے، بے شک تو عظمت والے عرش کا مالک ہے، اے اللہ! تو ہی ہے بہت بڑا محسن، بڑا سخی، اور کرم کرنے والا، میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما اور میرے عیب چھپا لے اور میری اصلاح فرما اور مجھ کو ہدایت نصیب فرما اور گمراہ نہ کر اور مجھ کو جنت میں داخل فرما دے)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَغۡفِرُکَ لِمَا تُبۡتُ اِلَیۡکَ مِنۡهُ ، ثُمَّ عُدۡتُّ فِیۡهِ وَاَسۡتَغۡفِرُکَ لِمَا اَعۡطَیۡتُکَ مِنۡ نَفۡسِیۡ ، ثُمَّ لَمۡ اُوۡفِ بِهٖ وَ اَسۡتَغۡفِرُکَ لِلنِّعَمِ الَّتِیۡ تَقَوَّیۡتُ بِهَا عَلٰی مَعۡصِیَتِکَ وَ اَسۡتَغۡفِرُکَ لِکُلِّ خَیۡرٍ اَرَدۡتُّ بِهٖ وَجۡهَکَ فَخَالَطَنِیۡ فِیۡهِ مَا لَیۡسَ لَکَ .

(اے اللہ! میں تجھ سے ان گناہوں سے معافی مانگتا ہوں جو میں نے توبہ کرنے کے بعد دوبارہ کئے ہیں اور میں تجھ سے ان وعدوں کی بھی معافی مانگتا ہوں جو میں نے اپنی جانب سے تجھ سے کئے تھے اور پھر میں نے تجھ سے وہ پورے نہیں کئے اور میں ان نعمتوں کی بھی معافی مانگتا ہوں جن کو میں نے تیری نافرمانی کرنے کا ذریعہ بنا لیا ہو، اور تجھ سے اس بھلائی کی بھی معافی مانگتا ہوں جس کو میں نے تیری نیت سے کرنے کا ارادہ کیا پھر اس میں دوسری نیت شامل ہوگئی جو تیری ذات کے لیے نہ تھی)

۞ اَللّٰھُمَّ حَبِّبۡ اِلَیۡنَا الۡاِیۡمَانَ وَ زَیِّنۡهُ فِیۡ قُلُوۡبِنَا وَ کَرِّهۡ اِلَیۡنَا الۡکُفۡرَ وَ الۡفُسُوۡقَ وَ الۡعِصۡیَانَ وَاجۡعَلۡنَا مِنَ الرَّاشِدِیۡنَ .

(اے اللہ! ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دے اور اس کو ہمارے دلوں کی زینت بنا دے

اور ہمارے دلوں میں کفر، گناہ اور نافرمانی سے نفرت ڈال دے اور ہم کو نیک راہ پر چلنے والا بھی بنا دے)

۞ اَللّٰھُمَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ ذَکَّارًا، لَّکَ شَکَّارًا، لَّکَ رَھَّابًا، لَّکَ مِطْوَاعًا، لَّکَ مُخْبِتًا، اِلَیْکَ اَوَّاھًا مُّنِیْبًا ، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَ اغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِیْ وَ ثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَ سَدِّدْ لِسَانِیْ وَ اھْدِ قَلْبِیْ وَ اسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ .

(اے اللہ، اے میرے پروردگار! مجھ کو بہت زیادہ آپ کو یاد کرنے والا، آپ کا بڑا شکر گزار، آپ سے بہت ڈرنے والا، آپ کا بہت فرمابردار، آپ کی جناب میں بہت گڑگڑانے والا اور آہ وزاری کے ساتھ متوجہ ہونے والا بنا دے ، اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول کرلے ، میرے گناہ دھو دے، میری دعا قبول فرما، میری حجت مضبوط کردے، میری زبان کو سیدھا رکھ، میرے دل کو راہ راست پر لگا اور میرے دل کی سوزش (یعنی کینہ) نکال دے)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ وَ حَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ وَ حَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ .

(اے اللہ! ہم تجھ سے مانگتے ہیں وہ سب اچھی باتیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی ہیں اور ان تمام بری بری باتوں کے شر سے پناہ لیتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے تیری پناہ لی ہے، تو ہی وہ ذات ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے، تیرا کام حق پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ کسی میں نیکی کرنے کی طاقت ہے، نہ برائی سے بچنے کی قوت)

۞ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ وَ اجْعَلْ خَشْیَتَکَ اَخْوَفَ الْاَشْیَا ءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ وَ اِذَا اَ قْرَرْتَ اَعْیُنَ اَ ھْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَا ھُمْ فَاَ قْرِرْ عَیْنِیْ مِنْ عِبَادَتِکَ .

(اے اللہ ! مجھے اپنی محبت سب سے زیادہ پیاری کر دے اور اپنا خوف ہر چیز کے خوف سے زیادہ بڑھا دے، اور اپنی ملاقات کی تڑپ عطا فرما اور دنیا کی سب حاجتیں میرے دل سے نکال دے اور جب دنیا والوں کو دنیا دے کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرے تو میری آنکھیں اپنی عبادت ٹھنڈی کرنا)

۞ اَللّٰھُمَّ الْطُفْ بِیْ فِیْ تَیْسِیْرِ کُلِّ عَسِیْرٍ، فَاِنَّ تَیْسِیْرَ کُلِّ عَسِیْرٍ عَلَیْکَ یَسِیْرٌ ، وَ اَسْئَلُکَ الْیُسْرَ وَ الْمُعَافَاۃَ فِیْ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ .

(اے اللہ! تو مہربانی فرما مجھ پر ہر مشکل کے آسان کرنے میں، بے شک ہر مشکل کو آسان کرنا تیرے لیے بالکل آسان ہے اور میں تجھ سے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آسانی اور معافی کا طالب ہوں)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْفَوْزَ فِیْ الْقَضَاءِ وَ نُزُلَ الشُّھَدَآءِ وَ عَیْشَ السُّعَدَاءِ وَ مُرَافَقَۃَ الْاَنْبِیَاءِ وَ النَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَآءِ ، اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ .

(اے اللہ ! میں تجھ سے تیرے فیصلے میں کامیابی اور شہیدوں کی مہمانی اور خوش نصیبوں کی زندگانی اور پیغمبروں کی ہم نشینی اور دشمنوں پر فتح مندی مانگتا ہوں، بے شک تو دعاؤں کا بڑا سننے والا ہے)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَ تَرٰی مَکَانِیْ وَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ وَ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ ، اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَ اَبْتَھِلُ اِلَیْکَ ابْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ ، وَ اَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَ ذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَ رَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ ، اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَّ کُنْ لِّیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَ یَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ .

(اے اللہ! تو میری بات سن رہا ہے اور میری جگہ دیکھ رہا ہے اور میری پوشیدہ اور ظاہر بات کو جانتا ہے ، میری کوئی بات تجھ سے چھپی ہوئی نہیں اور میں سختی میں مبتلا ہوں ، محتاج ہوں ، فریاد اور پناہ کا طلب گار ہوں ، ڈر رہا ہوں ، لرز رہا ہوں ، اپنے گناہوں کا پورا پورا اقرار کرتا ہوں ، اور میں تجھ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں ، اور تیرے سامنے ایک ذلیل مجرم کی طرح گڑگڑاتا ہوں ، اور تجھ کو پکارتا ہوں جیسا کہ ایک مصیبت زدہ ڈرنے والا پکارتا ہے اور اس کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور جس کے آنسو جاری ہوں اور جس کا جسم تیرے سامنے ذلیل پڑا ہوا اور اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اے اللہ! تو مجھ کو اس مانگنے میں محروم نہ فرمانا اور میرے لیے بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہو جانا۔ اے ان سب سے بہتر جن سے سوال کیا جاتا ہے اور ان سب سے بڑھ کر جود دینے والے ہیں)

۞ اَللّٰھُمَّ یَا کَبِیْرُ یَا سَمِیْعُ یَا بَصِیْرُ یَا مَنْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَیَاخَالِقَ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ الْمُنِیْرِ وَیَا عِصْمَۃَ الْبَائِسِ الْخَائِفِ الْمُسْتَجِیْرِ وَیَا رَازِقَ الطِّفْلِ الصَّغِیْرِ وَیَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْکَسِیْرِ اَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْبَائِسِ الْفَقِیْرِ کَدُعَاءِ الْمُضْطَرِّ الضَّرِیْرِ، اَسْئَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَ بِمَفَاتِیْحِ الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَ بِالْاَسْمَاءِ الثَّمَانِیَۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ عَلٰی قَرْنِ الشَّمْسِ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ.

(اے اللہ ، اے بہت بڑے سننے والے ، بڑے دیکھنے والے ، اے وہ ذات جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر ، اے آفتاب اور روشن چاند کے پیدا کرنے والے ، اور اے وہ ذات کہ محتاج ، خوفزدہ ، پناہ کے طالب کو پناہ دینے والی ہے ، اور اے چھوٹے بچے کو رزق دینے والے اور اے ٹوٹی ہڈی کو جوڑ دینے والے ، میں تجھ کو اس طرح پکارتا ہو جیسا کوئی محتاج فقیر پکارتا ہے ، جیسا کوئی مجبور اندھا پکارتا ہے ، میں تجھ سے تیرے عرش کے وسیلہ سے جس سے کہ عزت لپٹی ہوئی ہے ، اور تیری کتاب میں رحمت کے خزانوں کی کنجیوں کے صدقے میں اور تیرے ان آٹھ ناموں کے طفیل میں جو آفتاب پر لکھے ہوئے ہیں ، اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار اور میرے غم کا علاج بنا دے)

۞ یَامُوْنِسَ کُلِّ وَحِیْدٍ وَیَا صَاحِبَ کُلِّ فَرِیْدٍ وَیَا قَرِیْباً غَیْرَ بَعِیْدٍ

وَيَا شَاهِدًا غَيْرَ غَائِبٍ وَيَا غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوبٍ ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ ، يَانُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ، يَا زَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ، يَا جَبَّارَ السَّمٰوٰ تِ وَ الْاَرْضِ ، يَا عِمَادَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ، يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ، يَا قَيَّامَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ ، يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَ مُنْتَهٰى الْعَائِذِيْنَ وَ الْمُفَرِّ جُ عَنِ الْمَكْرُوْبِيْنَ وَ الْمُرَوِّحُ عَنِ الْمَغْمُوْمِيْنَ وَ مُجِيْبَ دُعَاءِ الْمُضْطَرِّيْنَ ، وَ يَا كَاشِفَ الْكُرَبِ يَآ اِلٰـهَ الْعَالَمِيْنَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ مَنْزُوْلٌ بِكَ كُلُّ حَاجَةٍ .

(اے ہر تنہا شخص کے غمخوار، اور اے ہر اکیلے کے ہمدم، اے وہ قریب جو ہم سے کہیں دور نہیں، اے وہ حاضر جو کہیں غائب نہیں اور اے وہ غالب جو کسی سے مغلوب نہیں اور اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور اے دوسروں کو تھامنے والے، اور اے بزرگی و بخشش کے مالک ، اے آسمانوں اور زمین کے نور ، اور اے آسمانوں اور زمین کی زینت ، اے آسمانوں اور زمین کے زبردست مالک اور اے آسمانوں اور زمین کے سہارے ، اے آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی نمونہ کے بنانے والے ، اور اے آسمانوں اور زمین کے کھڑا رکھنے والے، اے ذوالجلال والاکرام، اے فریاد کرنے والوں کے فریاد رس، اور پناہ مانگنے والوں کی آخری پناہ، اے دکھی لوگوں کے درد دور کرنے والے، اور اے غم زدوں کے راحت رساں، اور اے مجبوروں کی دعاء قبول کرنے والے، اور اے بے چینیوں کے دور کرنے والے اور اے سارے جہانوں کے معبود اور اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! ساری ضرورتیں تیرے ہی سامنے پیش ہیں)

۞ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَ مِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَ مِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا وَ مَتِّعْنَا بِاَ سْمَاعِنَا وَ اَبْصَارِنَا وَ

قُوَّتِنَا مَا اَحۡیَیۡتَنَا وَ اجۡعَلِ الۡوَارِثَ مِنَّا وَ اجۡعَلۡ ثَاۡرَنَا عَلٰی مَنۡ ظَلَمَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلٰی مَنۡ عَادَانَا وَ لَا تَجۡعَلۡ مُصِیۡبَتَنَا فِیۡ دِیۡنِنَا وَ لَا تَجۡعَلِ الدُّنۡیَا اَکۡبَرَ هَمِّنَا وَ لَا مَبۡلَغَ عِلۡمِنَا وَلَا غَایَةَ رَغۡبَتِنَا وَ لَا تُسَلِّطۡ عَلَیۡنَا مَنۡ لَا یَرۡحَمُنَا ، اَللّٰهُمَّ زِدۡنَا وَ لَا تَنۡقُصۡنَا وَ اَکۡرِمۡنَا وَلَا تُهِنَّا وَ اَعۡطِنَا وَ لَا تَحۡرِمۡنَا وَ اٰثِرۡنَا وَ لَا تُؤۡثِرۡ عَلَیۡنَا وَ اَرۡضِنَا عَنۡکَ وَ ارۡضَ عَنَّا .

(اے اللہ! ہمیں اپنا اتنا خوف عطا فرما جس کی وجہ سے تو ہمارے درمیان اور اپنی نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے اور اپنی اتنی فرمابرداری کا جذبہ عطا فرما جس کے سبب تو ہم کو اپنی جنت تک پہنچا دے اور وہ یقین دے جس کی وجہ سے تو دنیا کی مصیبتوں کا جھیلنا ہم پر آسان کر دے اور جب تک ہم کو زندہ رکھے ہمارے کانوں اور ہماری آنکھوں اور ہماری قوت سے ہم کو فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرما، اور ہماری زندگی تک ان کو قائم رکھ کر ہمارا وارث بنا، اور ہمارا بدلہ صرف ان لوگوں پر ڈال دے جو ہم پر ظلم کریں اور ہماری مدد فرما ان لوگوں کے مقابلہ میں جو ہم سے دشمنی رکھیں اور ہماری مصیبت ہمارے دین پر نہ ڈال اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنا اور نہ اس کو ہمارے علم کی انتہائی پرواز بنا، اور جو ہمارے اوپر رحم نہ کھائے اس کو ہم پر مسلط نہ فرما۔ اے اللہ ہم کو بہت دے، اور کم نہ کر اور ہمیں عزت دے اور ذلیل نہ کر اور ہم کو عطا فرما اور محروم نہ رکھ اور ہم کو ترجیح دے اور ہم پر دوسروں کو ترجیح نہ دے اور ہم کو اپنے سے راضی کر دے اور تو ہم سے راضی ہو جا)

❖ **اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی دِیۡنِیۡ بِالدُّنۡیَا وَ عَلٰی آخِرَتِیۡ بِالتَّقۡوٰی وَ احۡفَظۡنِیۡ فِیۡمَا غِبۡتُ عَنۡهُ وَ لَا تَکِلۡنِیۡ اِلٰی نَفۡسِیۡ فِیۡمَا حَضَرۡتُهٗ ، یَا مَنۡ لَا تَضُرُّهُ الذُّنُوۡبُ وَلَا تَنۡقُصُهُ الۡمَغۡفِرَةُ ، هَبۡ لِیۡ مَا لَا یَنۡقُصُکَ وَ اغۡفِرۡ لِیۡ مَا لَا یَضُرُّکَ ، اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ.**

(اے اللہ! دنیا کے ذریعہ ہمارے دین میں ہماری مدد فرما اور تقویٰ کے ذریعہ ہماری آخرت میں مدد کر اور میری غیر حاضری میں میرے معاملات کی نگرانی کر اور میری موجودگی میں معاملات میری

ذات کے سپرد نہ فرما، اے وہ بے نیاز ذات کہ بندوں کے گناہ جس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور جس کی بخشش اس کے یہاں کوئی کمی نہیں کرتی، جو (بخشش) تیرے یہاں کمی کا باعث نہیں ہوتی وہ مجھے عطا کر دے اور وہ چیز (گناہ) جس سے تیرا کچھ بگڑتا نہیں وہ معاف کر دے، بلاشبہ تو بڑا داتا ہے)

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فَرَجًا قَرِيْبًا وَ صَبْرًا جَمِيْلًا وَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَ الْعَافِيَةَ مِنْ جَمِيْعِ الْبَلَاءِ وَ نَسْئَلُکَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِيَةِ وَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ .

(اے اللہ! ہم تجھ سے مال میں کشادگی، صبر جمیل، کشادہ روزی اور ہر بلاء سے عافیت مانگتے ہیں، اور ہم تجھ سے مکمل عافیت، دائمی عافیت اور عافیت پر شکر گزاری، اور لوگوں سے بے نیازی مانگتے ہیں، قوت نہیں ہے اور نہ طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے، جو بہت بلند اور بڑی عظمت والا ہے)

يَا مَنْ لَا تَرَاهُ الْعُيُوْنُ وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُوْنُ وَلَا يَصِفُهُ الْوَاصِفُوْنَ وَلَا تُغَيِّرُهُ الْحَوَادِثُ وَلَا يَخْشَی الدَّوَائِرَ ، يَعْلَمُ مَثَاقِيْلَ الْجِبَالِ وَ مَكَائِيْلَ الْبِحَارِ وَ عَدَدَ قَطْرِ الْاَمْطَارِ وَ عَدَدَ وَرَقِ الْاَشْجَارِ وَ عَدَدَ مَا اَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَ اَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ وَلَا تُوَارِیْ مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَلَا اَرْضٌ اَرْضًا وَلَا بَحْرٌ مَا فِیْ قَعْرِهٖ وَلَا جَبَلٌ مَا فِیْ وَعْرِهٖ ، اِجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِیْ آخِرَهٗ وَ خَيْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَهٗ وَ خَيْرَ اَيَّامِیْ يَوْمَ اَلْقَاکَ فِيْهِ يَا وَلِیَّ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ ثَبِّتْنِیْ بِهٖ حَتّٰی اَلْقَاکَ.

(اے وہ ذات جس کو آنکھیں نہیں دیکھ پاتیں اور جس کو خیالات نہیں پا سکتے اور نہ بیان کرنے والے اس کی حمد وثنا بیان کر سکتے ہیں، اور نہ زمانہ کے حوادث اس میں کوئی اثر پیدا کر سکتے ہیں، اور نہ وہ گردش زمانہ سے اس کو کوئی ڈر ہے، پہاڑوں کے وزن، دریاؤں کے پیمانے، بارشوں کے قطرے اور درختوں کے پتے

سب اس کے علم میں ہیں، جوان سب چیزوں کو جانتی ہے جس پر رات کی تاریکی چھاتی ہے اور دن روشنی ڈالتا ہے، جس سے آسمان دوسرے آسمان کو چھپا نہیں سکتا، اور نہ زمین دوسری زمین کو، اور نہ سمندر اس چیز کو چھپا سکتے ہیں جو ان کی تہہ میں ہے، اور نہ پہاڑ جو ان کے پتھریلے جگر میں ہیں! تو میری عمر کا بہترین حصہ آخر عمر میں اور میرے سب سے اچھے عمل خاتمہ کے وقت مقدر فرما دے اور میرے دنوں میں سب سے بھلا دن وہ بنا دے جس میں تجھ سے ملوں یعنی قیامت)

۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ عِظَامِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ قَبْرِیْ نُوْرًا ،اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا .

(اے اللہ! میرے دل میں نور ڈال دے، میری آنکھوں اور کان میں نور ڈال دے، میرے دائیں بائیں، پیچھے سامنے نور عطا فرما، اور میرے اوپر سے اور میرے نیچے سے (ہر سمت سے) نور ہی نور کر دے۔ اے اللہ مجھے نور عطا فرما اور میرے لیے نور کر دے اور میرے پٹھوں میں نور پیدا فرما دے اور میرے گوشت میں نور، میرے خون میں نور، میرے بالوں میں نور، میری کھال میں نور، میری زبان میں نور، اور میری جان میں نور بخش دے، اور مجھ کو نورِ عظیم عطا کر دے، اور مجھے سرتاپا نور ہی نور بنا دے)

۞ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَ اَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ وَ اَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ وَ اَحْیِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَیٰوةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ وَ اجْعَلِ الْحَیٰوةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ كُلِّ خَیْرٍ وَ اجْعَلِ

اَلْمَوْتَ رَاحَةً لِیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ .

(اے اللہ! میرا دین سنوار دے جس میں میرے ہر کام کی حفاظت ہے، اور میری دنیا درست کر دے جس میں میرا گزران ہے، اور میری آخرت درست فرما دے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے، اور مجھے زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندگی اچھی ہو اور دنیا سے اٹھا لے جب میرے لیے موت بہتر ہو اور میری زندگی کو ہر بھلائی میں زیادتی کا سبب بنا دے اور موت کو ہر برائی سے راحت کا باعث بنا دے)

۞ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ، وَ عَزَائِمَ
مَغْفِرَتِکَ، وَ مُنْجِیَاتِ اَمْرِکَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ، وَ الْغَنِیْمَةَ
مِنْ کُلِّ بِرٍّ، وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَا ةَ مِنَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْلَنَا ذَنْبًا اِلَّا
غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَ لَا ضُرًّا اِلَّاکَشَفْتَهٗ ، وَلَا کَرْبًا اِلَّا
نَفَّسْتَهٗ ، وَلَامَرَضاً اِلَّا شَفَیْتَهٗ، وَلاَ فَقِیْراً اِلَّا اَغْنَیْتَهٗ، وَلَاضَالًّا اِلَّا
هَدَیْتَهٗ، وَلاَ حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ هِیَ لَکَ رِضًی اِلَّا
قَضَیْتَهَا یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

(تیرے سوا معبود کوئی نہیں، جو بڑا بردبار بڑے کرم والا ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات جملہ عیوب سے پاک ہے جو عرش عظیم کا رب ہے، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، میں تجھ سے وہ تمام اسباب جو تیری رحمت کے لیے لازم ہوں اور وہ سب اسباب جن سے تیری مغفرت یقینی ہو جائے اور ہر عیب سے حفاظت اور ہر نیکی کا مال غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں، کوئی میرا گناہ باقی نہ چھوڑ جس کو تو بخش نہ دے اور نہ کوئی فکر جس سے تو رہائی نہ دیدے اور نہ کوئی کڑھن جس کو تو دور نہ فرما دے اور نہ کوئی تکلیف جس کا تو ازالہ نہ فرما دے اور نہ کوئی ایسی ضرورت جو تیری رضامندی کا سبب ہو جس کو تو پورا نہ فرما دے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے!)

۞ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، اَللّٰهُمَّ
اکْفِنِیْ کُلَّ مُهِمٍّ مِنْ حَیْثُ شِئْتَ وَ مِنْ اَیْنَ شِئْتَ، حَسْبِیَ اللّٰهُ

لِدِیْنِیْ، حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَا اَھَمَّنِیْ، حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ بَغٰی عَلَیَّ ، حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ حَسَدَنِیْ ،حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ کَادَنِیْ بِسُوْءٍ ، حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَوْتِ ،حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَسْئَلَۃِ فِی الْقَبْرِ، حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمِیْزَانِ، حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ .

(اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے مالک اورعرش عظیم کے مالک، اے اللہ! میری ہرمشکل میں کافی ہوجا،جس طرح سے تو چاہے اورجس جگہ سے تو چاہے، میرے دین کے لیے اللہ تعالیٰ ہی مجھے کافی ہے، مجھے فکر میں مبتلا کرنے والی باتوں میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، مجھ پرظلم کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی مجھے کافی ہے، مجھ پرحسد کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ہی مجھے کافی ہے، مجھے برائی سے فریب دینے والے سے بھیاللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، مجھے موت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، مجھے قبر میں سوال کے وقت اللہ تعالیٰ ہی مجھے کافی ہے، مجھے میزان کے پاس اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، مجھے پل صراط کے اوپر اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے،سوائے اس کے معبود کوئی نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے، وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ فِی الْحَقِّ بَعْدَ الْیَقِیْنِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ یَوْمِ الدِّیْنِ .

(اے اللہ! میں یقین کے بعدحق میں شک کرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور شیطان مردود سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، اور قیامت کے دن کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْکَسَلِ وَ الْھَرَمِ وَ الْمَغْرَمِ وَ الْمَأْثَمِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ فِتْنَۃِ النَّارِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَ شَرِّ فِتْنَۃِ الْغِنٰی وَ شَرِّ فِتْنَۃِ الْفَقْرِ وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ وَ مِنَ الْقَسْوَۃِ وَ الْغَفْلَۃِ وَالْعَیْلَۃِ وَ الذِّلَّۃِ وَ الْمَسْکَنَۃِ وَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْفُسُوْقِ

وَ الشِّقَاقِ وَ السُّمْعَةِ وَ الرِّيَاءِ وَمِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَ الْجُنُوْنِ وَالْجُزَامِ وَ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ وَ ضَلَعِ الدَّيْنِ وَمِنَ الْهَمِّ وَ الْحُزْنِ وَالْبُخْلِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ وَمِنْ اَنْ اُ رَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ فِتْنَةِ الدُّنُيَا .

(اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں کم ہمتی سے اور سستی سے، اور بزدلی سے اور بہت بڑھاپے سے اور قرض سے اور گناہ سے اور دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور قبر کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے اور مالداری کے برے فتنہ سے اور محتاجی کے برے فتنہ سے اور مسیح دجال کے برے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور سخت دلی سے اور غفلت سے اور تنگ دستی سے، اور ذلت سے اور خواری سے اور کفر سے اور فسق سے اور ضد اضدی سے اور سنانے سے اور دکھانے سے اور بہرے ہونے سے اور گونگے ہونے سے اور جنون سے اور جذام سے اور بری بیماریوں سے اور بار قرض سے اور فکر سے اور غم سے اور بخل سے اور لوگوں کے دبا لینے سے اور اس سے کہ ناکارہ عمر تک پہنچوں اور دنیا کے فتنہ سے)

۞ **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَبَاحَنَا صَبَاحَ الصَّالِحِيْنَ وَ مَسَائَنَا مَسَاءَ الشَّاكِرِيْنَ وَ اَلْسِنَتَنَا اَلْسِنَةَ الذَّاكِرِيْنَ وَ اَبْدَانَنَا اَبْدَانَ الْمُطِيْعِيْنَ وَ قُلُوْبَنَا قُلُوْبَ الْخَاشِعِيْنَ وَ اَرْوَاحَنَا اَرْوَاحَ الْمُحِبِّيْنَ وَ سُرُوْرَنَا سُرُوْرَ الْعَارِفِيْنَ وَ اَبْصَارَنَا اَبْصَارَ النَّاظِرِيْنَ وَ خُشُوْعَنَا خُشُوْعَ الْمُذْنِبِيْنَ النَّادِمِيْنَ وَ اَعْمَالَنَا اَعْمَالَ الْمَقْبُوْلِيْنَ دِيْنَنَا دِيْنَ النَّبِىِّ مُحَمَّدٍ ﷺ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ .**

(اے اللہ! ہمارے صبح صالحین کی صبح جیسی، اور ہماری شام شاکرین کی شام جیسی، اور ہماری زبانیں ذکر کرنے والوں کی زبانیں جیسی، اور ہمارے بدن اطاعت شعاروں کے بدن جیسے، اور ہمارے دل خشوع والوں کے دل جیسے، اور ہماری روحیں تجھ سے محبت کرنے والوں کی روحیں جیسی، اور ہماری خوشی عارفین کی خوشی جیسی، اور ہماری آنکھیں عبرت سے دیکھنے والوں کی آنکھیں جیسی، اور ہماری عاجزی کو شرمندہ گنہ

گاروں کی عاجزی جیسا، اور ہمارے اعمال کو مقبول بندوں کے اعمال جیسا، اور ہمارا دین نبی محمد سید المرسلین وخاتم النبیین ﷺ کا دین بنادے)

۞ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْعَورٰتِنَاوٰاٰمِنْ رَوُعٰتِنَا

(اے اللہ ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں خوف کی چیزوں سے امن نصیب فرما)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنَ الْمَعَاصِیْ لَااَرْجِعُ اِلَیْھَااَبَدًا. اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجیٰ عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَفَاعْفُ عَنَّایَاکَرِیْمُ.

اے اللہ میں تیری جناب میں اپنی تمام نافرمانیوں سے توبہ کرتا ہوں، اب کبھی پھر ایسا نہیں کروں گا، اے اللہ تیری بخشش میری گناہوں سے کہیں زیادہ گنجائش رکھتی ہے اور تیری رحمت میرے عملوں سے کہیں زیادہ امید کے لائق ہے۔ اے اللہ تو بڑی بخشش کرنے والا ہے تو معاف کرنا پسند کرتا ہے۔ لہٰذا ہم سب کو معاف کردے)

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِیْشَتَۃً نَقِیَّۃً وَمِیْتَۃً سَوِیَّۃً وَمَرَدًا غَیْرَ مَخْزِیٍّ وَلَافَاضِحٍ.

اے اللہ میں تجھ سے صاف زندگی اور آسان موت اور ایسی لوٹنے کی جگہ چاہتا ہوں جہاں نہ رسوائی ہو نہ خواری)

۞ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْقَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْکِذْبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَاتُخْفِی الصُّدُوْرِ.

(اے اللہ میرا دل پاک کردے نفاق سے اور میرا عمل ریاء سے، اور میری زبان جھوٹ سے اور میری آنکھ خیانت سے، کیوں کہ تو خوب جانتا ہے آنکھوں کی چوری اور جو سینوں میں چھپا ہوا ہے)

۞ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ اِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَ بِکَ الْمُسْتَغَاثُ وَ

اَنُتَ الُمُستَعَانُ وَ لَا حَوُلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الُعَلِیِّ الُعَظِیُمِ

(اے اللہ ! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے، اور تیری ہی طرف شکایت جاتی ہے اور تجھ ہی سے فریاد کی جاتی ہے، اور تو ہی مدد چاہے جانے کے قابل ہے، اور کوئی طقت وقوت نہیں ہے مگر اللہ بلند وعظمت والے ہی سے)

تمت

* * *